

## اخلاقی و روحانی اقدار کا فرق

انسان کا شعور نیک و بد جب اپنی تربیت و تقویت کے لیے خالق کائنات کی صفات کمال سے بذریعہ عبادت اپنا رابطہ قائم کرتا ہے تو اسی مقام پر اسے انسانی روحانیت کہا جاتا ہے:

﴿إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلدِّينِ فَطَرَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ حَنِيفًا وَمَا أَتَا مِنَ  
الْمُشْرِكِينَ ۝﴾ [الأنعام: ۷۹]

”میں اپنی پوری ہستی کو اس ذات کی طرف کامل یکسوئی سے متوجہ کرتا ہوں جس نے  
آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔“

یہ ہے انسانی روحانیت کی پوری حقیقت۔ انسان کی اخلاقی صلاحیتوں کی تربیت کا ذریعہ یہی  
توجہ الی اللہ ہے۔ اور جب اس شعور نیک و بد پر تمام انسانی تعلقات کی بنیاد قائم کی جائے تو پھر یہ  
اخلاقی اقدار کہلاتا ہے اپنی ماہیت کے لحاظ سے چیز ایک ہی ہے مگر ایک رخ پر کام کرتے ہوئے  
اسے روحانیت اور دوسرے رخ پر کام کرتے ہوئے اسے اخلاقیات کہا جاتا ہے۔

(صوفی غزالی کا تفسیر)

## تعلیماتِ انبیاء علیہم السلام

### انسانوں کی بھلائی واحد راستہ

حکماء اور فلاسفر جنہوں نے بارہا اپنی عقل رسا سے نظامِ عالم کے نقشے بدل دیے ہیں، جنہوں نے عجائباتِ عالم کی طلسم کشائی کے حیرت انگیز نظریے پیش کیے ہیں وہ بھی انسانیت کے نظامِ ہدایت کا کوئی عملی نقشہ پیش نہ کر سکے اور نہ فرائضِ انسانی کی طلسم کشائی میں کوئی عملی امداد دے سکے کہ ان کی دقیق نکتہ سنجیوں اور بلند خیالیوں کے پیچھے بھی حسنِ عمل کا کوئی نمونہ نہ تھا۔ ارسطو نے فلسفہٴ اخلاق کی بنیاد ڈالی۔ ہر یونیورسٹی میں اس کے آئینہکس پر بہترین لیکچر دیے جاتے ہیں۔ اور اخلاقی مسائل میں اس کی نکتہ آفرینیوں کی داد دی جاتی ہے، لیکن سچ بتاؤ اس کو پڑھ کر یاسُن کر نوعِ انسانی کے کتنے افراد راہِ راست پر آئے۔ آج دنیا کی ہر یونیورسٹی میں آئینہکس کے بڑے بڑے لائق پروفیسر اور اساتذہ موجود ہیں مگر ان کے علمِ اخلاق کے فلسفیانہ رموز و اسرار کا دائرہ اثر ان درس گاہوں کی چار دیواری سے کبھی آگے بڑھ سکا؟ یا بڑھ سکتا ہے؟ اس لیے کہ جب ان کمروں سے نکل کر وہ باہر میدان میں آتے ہیں تو ان کی عملی زندگی عام افرادِ انسانی سے ایک انچ بھی بلند نہیں ہوتی اور انسان کا انوں سے نہیں آنکھوں سے بنتا ہے۔

دنیا کے اسٹیج پر بڑے بڑے بادشاہ اور حکمران بھی رونما ہوئے ہیں لیکن ان کے قانون کی عمر نے بقاء کی دولت نہ پائی اور اس کے ماننے والوں کو دل کی صفائی کا راز نہ ملا۔ دوسرے دور کے حاکموں اور عدالتوں نے خود اس کو حرفِ غلط سمجھ کر مٹا دیا اور اپنی مرضی اور اپنی مصلحتوں کے مطابق نہ کہ انسانوں کی اصلاح کی خاطر اس کی جگہ دوسرا قانون بنا لیا اور آج بھی یہی حالت قائم ہے۔ آج اس مہذب دورِ حکومت میں بھی یہی صورت قائم ہے کہ آئین ساز مجلس بنائی گئی ہیں جو اپنے ہر اجلاس میں آج جو بناتی ہیں کل اس کو مٹاتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ انسانوں کی خاطر نہیں بلکہ حکومتوں کی خاطر ہوتا رہتا ہے۔

عزیز دوستو! تم نے صنفِ انسانی کے بلند پایہ طبقوں میں سے، جن سے انسانوں کی بھلائی اور سدھاؤ کی توقعات ہو سکتی ہیں، ہر ایک جا جائزہ لے لیا۔ غور سے دیکھو اس وقت دنیا میں جہاں کہیں بھی نیکی کی روشنی اور اچھائی کا نور ہے، جہاں کہیں بھی خلوص اور دل کی صفائی کا اجالا ہے، کیا وہ صرف انہی بزرگوں کی تعلیم اور ہدایت کا نتیجہ نہیں ہے جن کو تم انبیاء کرام علیہم السلام کے نام سے جانتے ہو؟ پہاڑوں کے غار، جنگلوں کے جھنڈ، شہروں کی آبادیاں، غرض جہاں بھی رحم، انصاف، غریبوں کی مدد، یتیموں کی پرورش اور نیکیوں کا سراغ ملتا ہے وہ اسی برگزیدہ جماعت کے کسی نہ کسی فرد کی دعوت اور پکار کا دائمی اثر ہے۔

(خطباتِ مدارس از سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ)

## مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلعوی
- حافظ حماد شاہر
- حماد الحق نعیم

## مدیر مسئول

- حافظ احمد شاہر

## مینجر

- محمد سلیم چنیوٹی 0333-4786507

## کمپوزنگ

- رضا اللہ ساجد 0344-4656461

• جواہر پارے سدابھاریک اعمال

(سید سلیمان ندوی)

3

(حافظ احمد شاہر)

• کلمہ طیبہ ایمان اور عمل صالح

5

(مولانا ارشاد الحق اثری)

تفسیر سورة الصّٰفّٰت ..... (۱۹)

7

(ریاض عاقب اثری)

أربعین اعتقادی ..... (۹)

9

(مولانا عبدالرحمن ضیاء)

ظاہر القادری کا امین تیبہ پر بہتان

17

(مولانا عبداللہ مصطفیٰ)

اپنی کہانی اپنی زبان ..... (۲)

25

(عائذہ نور الحسن)

حق تشذیبی ہی اچھی ہے ساغر کی بھیک سے

28

(محمد سلیم چنیوٹی)

الاوائل - خوش نصیبی کی راہیں

34

(جانیل جازی)

نعت

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور  
 کرٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال سنگھ برائچ لاہور  
 فون نمبر : 042-3735 4406  
 فیکس نمبر : 042-37229802  
 رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

فی ہرچہ : 12/- روپے  
 سالانہ : 500/- روپے  
 بیرونی ممالک سے : 200/- ریال  
 60/- ڈالر امریکی

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاہر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

## اے طاغوتِ وقت!

ممکن ہے ہمارے فہم کی خطا ہو لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا نے کفر کا مشترکہ ہدف یہ ہے کہ دنیا کے مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے تاکہ..... خاکم بدہن..... اسلام کا کوئی نام لیوانہ رہے اور اسلام اور مسلمان دونوں ختم ہو جائیں۔ جب کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں ایک سے زیادہ جگہ پر ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ (اسلام کے) نور کو مکمل کر کے رہے گا کافر چاہے اس کو ناپسند ہی کریں۔“ اس لیے جب تک دنیا ہے تب تک اسلام ہے اور خطہ زمین پر جب تک اسلام ہے تب تک مسلمان کفر کے سینے پر مونگ دلتے رہیں گے۔

شکست روس کے بعد سے امریکا نے دنیا بھر کے مسلمانوں کا ناک میں دم کیا ہوا ہے۔ مسلمانوں کے خون ناحق سے اس کی تاریخ رنگین سے رنگین تر ہو رہی ہے اس کا طریقہ واردات ہر خطے اور ہر ملک میں الگ الگ ہوتا ہے۔ کہیں ایک..... فقہی..... فرقے کی نمو کر کے اس کو اقلیت اور مظلومیت کی انجینٹ دیتا رہتا ہے اور کہیں علاقائی تعصب کے بیج بو کر باہم سروں کی فصل کٹواتا ہے اور کہیں وہ لسانی نفرتیں پھیلا کر اور بڑھا کر علیحدگی کو آزادی کا نام دے کر انار کی پھیلاتا اور بغاوت کی نمو کرنے میں جتا رہتا ہے۔ افسوس ان مسلمان سیاسی راہنماؤں پر ہے جو اس کے مکارانہ اخلاص کے بھرے میں آ کر اپنے مسلمان بھائیوں کے گلے کا ثنا عیب نہیں جانتے۔ لیبیا، تیونس سوڈان اور عراق کے بعد ایک عرصہ سے انبیاء کی سرزمین شام میں غدر مچا ہوا ہے۔ وہاں خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ شام کی فوج ہو یا اس کے باغی! لیکن دونوں ہیں تو مسلمان! افسوس کہ مسلمان حکمرانوں کو یہ نکتہ سمجھ نہیں آ رہا کہ دشمن ہمیں کس طرح استعمال کر رہا ہے۔ اب نوبت بایں جارسید کہ شام پر امریکا حملے کے لیے پرتولنے بلکہ تڑی لگانے لگا ہے۔ امریکا مسلمانوں کا کس قدر خیر خواہ ہے؟ تاریخ کے صفحات اس پر گواہ ہیں اور مسلمانوں کی تاریخ اس پر نوحہ کتاں ہے جس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ اس کا رویہ ہی بغض مسلم کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ افسوس ان مسلمان..... حکومتوں یا باغی..... افراد پر ہے جو امریکا کو امداد کے لیے پکارتے یا اس کی مدد قبول کرتے ہیں کیا وہ امریکا کو اپنا دوست جانتے ہیں؟ انھیں یہ بھی سوچنا اور غور کرنا چاہیے کہ ان کی اس پالیسی کا مسلمان عوام یا امت کو کیا فائدہ اور کیا نقصان پہنچ رہا ہے۔ جب کہ قرآن حکیم میں اللہ تبارک و تعالیٰ ایک سے زیادہ مقامات پر یہ فرما چکا ہے کہ کافر کبھی مسلمان کا دوست نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بعض مقامات پر کافروں کو دوست اور ہم راز بنانے سے حکما منع فرمایا ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ شام کے اندرونی معاملات میں کسی بھی مسلمان حکومت کی دخل اندازی مناسب نہیں اسی طرح کسی بھی مسلمان مملکت کے شہریوں کی فقہی آراء کے اختلاف کے سبب سرکشی قطعاً موزوں نہیں کہ اس کے ڈانڈے کسی بھی وقت بغاوت سے جاملنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بالکل اس طرح کسی بھی مسلمان حکومت کو اپنے شہریوں پر اپنی فقہی رائے جبراً مسلط کرنا بھی جائز نہیں کہ یہ سب مسلمانوں کے باہمی معاملات ہیں جس میں کسی غیر مسلم حکومت کو ہمدردی کے نام پر نہ پکارنا چاہیے اور نہ کسی کو دخل اندازی کا حق ہے۔ مسلمان حکمرانوں کو بھی چاہیے کہ وہ کسی غیر مسلم کی مدد طلب کر کے نہ اپنے دین کی سبکی کا باعث بنیں اور نہ ہی اپنا اسلامی تشخص مجروح ہونے دیں۔

شام پر حملے کا جب امریکا نے اعلان کیا تو اس کے قدیمی خواہیدہ حریف روس نے انگریزی لے کر یہ بوگی ماری کہ اگر امریکا نے شام پر حملہ کیا تو وہ سعودی عرب پر حملہ کر دے گا جس سے اس گمان کو تقویت ملی کہ شام کی مسلم کشی میں روس کی اشیر باد حاصل ہے۔ روس چونکہ شام میں امریکا کے مقابلے کی شاید ہمت نہیں رکھتا اس لیے وہ امریکا کے اتحادی سعودی عرب پر حملہ کر کے خود بھی خون مسلم بہائے گا اور دوسری طرف شام میں امریکا کی مسلم کشی میں بھی وہ مزاحمت نہیں ہوگا، یعنی دونوں طاقتیں دونوں مسلمان ملکوں میں خون مسلم ہی سے زمین لالہ زار کریں گی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حالانکہ افغان جنگ میں نہتے افغانوں کے ہاتھوں روس کی شکست و ریخت دور کی بات نہیں یہ الگ بات ہے کہ میلہ لوٹ کر کون لے گیا۔  
روس کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ دنیا بھر کے مسلمان افغانستان کے مسلمانوں کی مدد کے لیے کشتیاں جلا کر جذبہ جہاد سے سرشار سر پہ کفن باندھ کر چلے آئے تھے باوجودیکہ افغانستان میں مسلمانوں کا مرکز عقیدت کوئی نہیں۔ مملکت سعودیہ میں تو مسلمانوں کا قبلہ و کعبہ بھی ہے اور نبی ﷺ کی قبر مبارک بھی ہے اور قبر مبارک میں وہ وجود اطہر ہے جس کو کفار کی دسترس سے بچانے کا سورہ مائدہ (آیت: ۶۷) میں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔“

تیسری بات یہ ہے کہ روس اور اس کے تھنک ٹینک کو یقیناً یہ پتا ہوگا کہ ہر مسلمان جب تک خواجہ بیثرب کی عزت پر کٹنے مرنے کو دین نہیں جانتا تب تک اس کا ایمان ہی پورا نہیں ہوتا۔ اگر روس سعودیہ پر حملے کی احقانہ جرأت کرے گا تو سعودی عوام سے پہلے دنیا کے کونے کونے سے مسلمان پہنچ کر اس کو اس طرح تاہود کر دیں گے کہ اس کا نشان تک باقی نہ رہے گا۔ اگر مکرین خدا کو افغانستان میں اپنی شکست و ریخت سے باری تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر یقین نہیں آیا اور اس نے کوئی عبرت نہیں پکڑی تو پھر حملے کا یہ تماشا بھی کر کے دیکھ لے۔

باقی رہا کعبۃ اللہ تو اس کے لیے نبی ﷺ کے دادا عبدالمطلب کا وہ تاریخی جواب ہی کافی ہوگا کہ جب اس نے ابرہہ سے اپنے غضب شدہ اونٹوں کی واپسی کا تقاضا کیا تو ابرہہ نے کہا میں کعبۃ اللہ کو..... خاکم بدہن..... ڈھانے آیا ہوں اور تمہیں اپنے اونٹوں کی پڑی ہے؟ اس کے جواب میں عبدالمطلب نے کہا تم میرے اونٹ واپس کرو باقی رہا بیت اللہ! تو وہ جس کا گھر ہے وہ اس کی حفاظت خود کر لے گا۔ تو ابرہہ سے حق تعالیٰ نے جو سلوک کیا رہتی دنیا تک سورۃ الفیل میں بیان فرما دیا گیا۔ اور محترم مقام پر ابرہہ کو چھوٹے چھوٹے پرندوں کے غولوں کے ذریعے جن کے منہ اور چونچ میں کنکریاں تھیں، اس طرح غارت کیا کہ ایک کنکری جس..... جانور یا انسان..... کو لگتی وہ اس کی موت کے لیے کافی ہو جاتی۔ اس کے علاوہ نبی ﷺ کی یہ حدیث مبارک بھی ملاحظہ فرمائیں:

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ يغزو جيش الكعبة ، فإذا كانوا بببداء من الأرض يخسف بأولهم وآخرهم . قالت: قلت: يا رسول الله ، كيف يخسف بأولهم وآخرهم وفيهم أسواقهم ومن ليس منهم؟ قال: يخسف بأولهم وآخرهم ، ثم يبعثون على نيأتهم .

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۱۱۸)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک لشکر کعبہ پر حملہ کرے گا جب وہ ببداء کے علاقے میں ہوں گے تو اُن کے پہلے حصے اور آخری حصے (یعنی تمام کو) زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ وہ کہتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اُن کے پہلے اور آخری لوگوں کو کس طرح دھنسا دیا جائے گا جب کہ اُن میں بازار بھی ہوں گے اور وہ بھی جو اُن میں شامل نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اوّل و آخر کو دھنسا دیا جائے گا پھر قیامت کو وہ اپنی نیتوں پر اُٹھائے جائیں گے۔“  
روس کو اس کے علمی، عسکری اور سیاسی سکالروں نے یقیناً ان آیات و احادیث سے باخبر کیا ہوگا۔

جس مقام پر ابرہہ کے لشکر کو حق تعالیٰ نے تباہ کیا تھا اس کا نام وادی محسر ہے۔ حج کی سعادت پانے والوں کو نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس وادی سے تیزی کے ساتھ گزر جاؤ کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کیا تھا۔ کفار کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان کو عقل نہیں ہوتی جب کہ دین سے محروم اور عقیدے میں ناپختہ طبقہ کفار کی عقل و دانائی کے گیت کا تارہتا ہے۔ بے عقلی کی مثال کے لیے امریکا و روس کی مسلسل ناکام ہوتی اسلام دشمن پالیسیاں کافی ہیں۔ اس لیے اے طاغوت وقت..... امریکا و روس..... اگر تم اپنے انجام تک جلد پہنچنا چاہتے ہو تو

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

## تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت

مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ

ظلم کیا کہ بے شک تم (سب) عذاب میں شریک ہو۔“  
بلکہ عذاب میں مبتلا پیروکار اور اطاعت گزار کہیں گے:  
﴿وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا  
فَآضَلُونَا السَّبِيلًا ۝ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ  
وَالْعَنَهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا﴾ [الأحزاب: ۶۷، ۶۸]  
”اور کہیں گے اے ہمارے رب! بے شک ہم نے اپنے  
سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہمیں اصل  
راہ سے گمراہ کر دیا۔ اے ہمارے رب انہیں دوگنا عذاب  
دے اور ان پر لعنت کر، بہت بڑی لعنت۔“

ان کی اسی خواہش کا ذکر سورۃ الاعراف میں بھی ہے:  
﴿حَتَّىٰ إِذَا آذَرَكُمَا فِيهَا جَبِينًا قَالَتْ أَخْرِيهُم  
لَا لَهُمْ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتَاهُمُ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ  
النَّارِ قَالَ لِكُلِّ ضِعْفٌ وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

[الأعراف: ۳۸]

”یہاں تک کہ جس وقت سب ایک دوسرے سے آملیں  
گے تو ان کی پچھلی جماعت اپنے سے پہلی جماعت کے متعلق  
کہے گی اے ہمارے رب! ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا، تو  
انہیں آگ کا دوگنا عذاب دے۔ فرمانے گا سبھی کے لیے دوگنا  
ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔“

اس لیے گمراہ پیرومرد اور فرماں بردار اور فرماں روا لیڈر سب  
کے لیے یکساں عذاب ہوگا کہ وہ شرک و کفر میں باہم برابر تھے اور  
عذاب کی یکسانیت ان کے لیے کسی طور پر بھی تسلی کا باعث نہیں ہوگی۔  
﴿إِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۝﴾ کفر و شرک کی یہ سزا

﴿فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ﴾ یہ ان کے  
اعترافِ جرم کے بعد اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ جیسے پیشوا اور پیروکار دنیا  
میں ارتکابِ معاصی میں اور شرک و کفر میں باہم مشترک اور ہم پیالہ  
و ہم نوالہ تھے آج وہ عذاب میں بھی ایک ساتھ ہوں گے۔ نہ اطاعت  
گزاروں کا یہ عذر قابل قبول ہوگا کہ ہم گمراہ نہ تھے ہمیں گمراہ کیا گیا تھا  
اور نہ ہی پیشواؤں کا یہ عذر قبول ہوگا کہ ہم نے گمراہ نہیں کیا یہ خود ہی  
ہدایت کے طلب گار نہ تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی گناہ کا  
ارتکاب کسی کے کہنے پر کرتا ہے تو وہ آخرت میں یہ کہہ کر کہ مجھے تو فلاں  
نے کہا تھا، بری الذمہ نہیں ہوگا۔ ہاں اگر اس نے جبر و اکراہ کی صورت  
میں جان بچانے کے لیے گناہ کا عمل کر لیا تو ان شاء اللہ اس کی معافی  
ہو جائے گی۔ جیسے فرمایا:

﴿إِلَّا مَن أَكْرَهَ وَ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِآلَائِهِمَا﴾

[النحل: ۱۰۶]

”سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر  
مطمئن ہو۔“ (ان کے لیے آخرت کا عذاب نہیں ہے۔)  
مجرم ایک جگہ اکٹھے سزا پارہے ہوں تو یہ اشتراکِ عذاب حوصلے کا  
سبب بن جاتا ہے اور بسا اوقات زیر دستوں کو اس سے بھی حوصلہ ہوتا  
ہے کہ ہم مجرم ہیں اور سزا پارہے ہیں تو ہمارے ساتھ ہمارے لیڈروں  
اور پیشواؤں کو بھی تو سزا مل رہی ہے۔ مگر قیامت کے روز مجرموں کا  
عذاب میں مشترک ہونا قطعاً تسلی کا باعث نہیں ہوگا:

﴿وَلٰكِنْ يَنْفَعُكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ

مُشْتَرِكُونَ﴾ [الزخرف: ۳۹]

”اور آج یہ بات تمہیں ہرگز نفع نہ دے گی، جب کہ تم نے



ان کے ساتھ خاص نہیں تمام مجرموں کے بارے میں ہمارا یہی دستور ہے۔ ”الجرمین“ سے مراد مشرکین ہیں جیسا کہ بعد کی آیت میں ہے۔ بلکہ امام رازی نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک میں مطلقاً المجرم کا لفظ کافر کے لیے مختص ہے۔

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ إِنَّا لَنَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ۝ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ۝﴾

[الصّٰفّٰت: ۳۵-۳۷]

”بے شک وہ ایسے لوگ تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ واقعی ہم یقیناً اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی خاطر چھوڑ دینے والے ہیں؟ بلکہ وہ حق لے کر آیا ہے اور اس نے تمام رسولوں کی تصدیق کی ہے۔“

ان آیات میں ان مجرموں کی فرد جرم بیان کی گئی ہے کہ جب انھیں کہا جاتا ہے کہ ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے ہیں۔ ”الہ“ یہ ”الہ“ باب فتح سے مشتق ہے جس کا معنی پرستش کرنا ہے۔ اس لیے ”الہ“ کا معنی معبود ہے۔ (مفردات)

کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اللہ کے معنی خالق یا ایجاد کرنے والا یا قادر یا رازق کرنا درست نہیں کیونکہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو ہی خالق رازق اور قادر مطلق سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝﴾ [الزخرف: ۸۷]

”اور یقیناً اگر تو ان سے پوچھے کہ انھیں کس نے پیدا کیا تو بلاشبہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے، پھر کہاں بہکائے جاتے ہیں۔“

﴿وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾ [الزمر: ۳۸]

”اور یقیناً اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس

نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔“

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدِيرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝﴾ [يونس: ۳۱]

”کہہ دے کون ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو ہر کام کی تدبیر کرتا ہے؟ تو ضرور کہیں گے ”اللہ“ تو کہہ پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟“

﴿وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْعَبْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝﴾ [العنكبوت: ۶۳]

”اور یقیناً اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمان سے پانی اتارا، پھر اس کے ساتھ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیا تو ضرور ہی کہیں گے کہ اللہ نے، کہہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے، بلکہ ان کے اکثر نہیں سمجھتے۔“

مشرکین مکہ کے اس اعتراف کا ذکر سورۃ العنکبوت (آیت: ۶۱) اور سورۃ المؤمنون (آیت: ۸۴ تا ۸۹) میں بھی ہوا ہے۔

اس لیے لا الہ الا اللہ کے یہ معنی کرنا کہ لا خالق الا اللہ یا لا مالک اللہ یا لا رازق الا اللہ، یا لا قادر الا اللہ تو یہ درست نہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ان صفات کا اعتراف مشرکین کو تھا ان کا اختلاف ”لا الہ الا اللہ“ سے تھا۔ بلاشبہ جیسے اللہ تعالیٰ ہی خالق، مالک، رازق، قادر، موت و حیات کا مالک ہے اسی طرح اللہ یعنی معبود بھی اللہ ہی ہے کوئی اور عبادت کا حق دار نہیں ہے۔ سب انبیائے کرام نے اپنی امتوں سے یہی کہا:

﴿يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾

[الإعراف: ۵۹، ۶۵، ۸۵ وغیرہ]

”اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔“

بلکہ فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ [الأنبياء: ۲۵]  
 ”اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو میری عبادت کرو۔“

ایک اللہ ہی کی عبادت کا حکم مختلف پیرائے میں بیان ہوا ہے۔ ایک جگہ تو گویا خلاصہ کلام یہی بیان ہوا ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾

[البینۃ: ۵]

”اور انھیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس حال میں کہ اس کے لیے دین کو خالص کرنے والے (ہوں)۔“

یہی حقیقت مشرکین کو گوارا نہیں تھی۔ چنانچہ کہتے تھے:

﴿أَجْعَلِ الْإِلَهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ﴾

[ص: ۵]

”کیا اس نے تمام معبودوں کو ایک ہی معبود بنا ڈالا؟ بلاشبہ یہ یقیناً بہت عجیب بات ہے۔“

یہاں ان کے اسی انکار کا ایک دوسرے اسلوب میں بیان ہے کہ جب انھیں کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے تھے اور حق بات کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((الكبر بطل الحق و غمط الناس .))

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۹۷)

”تکبر حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔“

چنانچہ مشرکین کا کلمہ حق سے انکار تکبر تھا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے انکار بھی تکبر کا نتیجہ تھا۔ وہ بڑے غرور میں کہتے تھے:

﴿أَنزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا﴾ [ص: ۸]

”کیا ہمارے درمیان میں سے اسی پر نصیحت نازل کی گئی ہے؟“

بلکہ وہ یہ بھی کہتے تھے:

﴿وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ﴾ [الزخرف: ۳۱]

”اور انھوں نے کہا یہ قرآن ان دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا؟“

بلکہ جیسے انھیں دعوتِ توحید پر تعجب تھا ویسے ہی رسول اللہ ﷺ پر بھی تعجب تھا:

﴿بَلْ عَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ فَقَالَ الْكَاذِبُونَ هَذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ﴾ [ق: ۲]

”بلکہ انھوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انھی میں سے ایک ڈرانے والا آیا تو کافروں نے کہا یہ ایک عجیب چیز ہے۔“

اس لیے مشرکین کا تکبر توحید سے انکار اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت سے انکار اور آپ کو حقیر جاننے پر مبنی تھا۔ انھیں اپنی چودھراہٹ کا خطرہ تھا کہ اگر ہم آپ کو رسول تسلیم کر لیں تو ہمیں سردار اور بڑا کون جانے گا۔ حکم تو آپ ﷺ کا چلے گا ہماری بات کون تسلیم کرے گا؟

### رشتے درکار ہیں

دین دار، باشرع کنوارے لڑکے اور دین دار باپردہ لڑکی عمر بالترتیب ۲۳ سال، ۲۵ سال تعلیم ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کے لیے ہم پلہ دین دار باپردہ لیڈی ڈاکٹر اور باشرع ڈاکٹر لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

### رابطہ

محمد ایوب۔ فون نمبر: 0322-7129972



## اربعین اعتقادی

ترجمہ و فوائد  
حافظ  
ریاض نقاب  
ابو

۸

## فرائد الفوائد في جمع الأربعين من أحاديث العقائد

یہ بھی اس کے لیے جائز نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: جس طرح پہلی مرتبہ اللہ نے مجھے پیدا کیا ایسے ہی پھر نہیں لوٹائے گا۔ حالانکہ میرے لیے اسے دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے، حالانکہ میں ایک ہوں، میں بے نیاز ہوں، نہ میری اولاد ہے، نہ میرے ماں باپ اور نہ ہی کوئی میرا ہم سر ہے۔“

## فوائد:

۱: اللہ عزوجل ذات، صفات اور افعال میں یکتا ہے۔ عظمت، کمال، بزرگی، جلال اور کبریائی میں وہ منفرد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ احدیت کے اثبات سے مشارکت اور مماثلت کی نفی ہوتی ہے۔ اس میں ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو متعدد خداؤں کے قائل ہیں۔

۲: صمدیت کا مطلب: یہ صمد سے ہے صمد کا معنی بیان کرتے ہوئے امام بخاری رقم طراز ہیں: ”عرب اپنے اشراف و سرداران کو صمد کہا کرتے تھے، ابووائل نے کہا ہے: ”صمد سے مراد ایسا سردار جس کی سرداری کامل ہو۔“ (صحیح بخاری، رقم الحديث: ۴۹۷۵) صمدیت کے اثبات سے اسمائے حسنی و صفات علیا کی تمام تفصیل اللہ کے لیے ثابت ہو رہی ہے۔ یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مناسب ہے کسی اور کے لیے جائز نہیں ہے۔

۳: سورہ اخلاص کو صحیح حدیث کی رو سے قرآن کے تہائی کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ (صحیح البخاری، فضائل القرآن، باب

باب: إثبات الأُحدية والصمدية لله تعالى،  
وقول الله تعالى:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْهُ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝﴾

[الإخلاص: ۱-۴]

۹: عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: قال الله تعالى: كذبني ابن آدم ولم يكن له ذلك، وشتمني ولم يكن له ذلك، فأما تكذيبه إياي فقولہ: لن يعيدني كما بدأنى وليس أول الخلق بأهون علي من إعادته، وأما شتمه إياي فقولہ: اتخذ الله ولدا وأنا الأحد الصمد الذي لم ألد ولم أولد ولم يكن لى كفوا أحد.

(صحیح بخاری، باب: ۴۹۷۴، ۴۹۷۵)

## اللہ تعالیٰ کے لیے احدیت و صمدیت کا اثبات:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”کہہ دو! وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ ہی بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ کوئی اس کا ہمسر (برابر) ہے۔“

۹: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا، حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہیں تھا اور اس نے مجھے گالی دی، حالانکہ

فضل قل هو الله احد: ۵۰۱۳)

اس کی وجہ علمائے کرام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ قرآن مقدس تین بنیادی مقاصد پر مشتمل ہے:

۱۔ اوامر و نواہی

۲۔ قصص و اخبار

۳۔ علم توحید

جب کہ یہ سورت مبارکہ علوم توحید پر مشتمل ہے اس لیے یہ قرآن کے تہائی کے برابر ہے۔ اس سورت میں توحید کی تینوں اقسام (توحید ربوبیت، الوہیت اور اسماء و صفات) موجود ہیں۔

۴۔ مندرجہ بالا حدیث کو حدیث قدسی سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حدیث قدسی سے مراد وہ حدیث جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہو، لیکن اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔ اسے حدیث الہی اور حدیث ربانی بھی کہا جاتا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ مارنے کے بعد دوبارہ اٹھانے پر قادر ہے۔ اس سے آخرت کا اثبات ہوتا ہے اور عرب وغیرہ کے بت پرستوں اور دہریوں (ملحدوں) کا رد ہوتا ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ

اٹھائے جانے پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

۶۔ اللہ عزوجل اولاد سے مبرا ہے اس میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد ثابت کرتے ہیں۔

۷۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے تمام مخلوق اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ تمام مخلوقات اپنی ضروریات و حاجات اس کے سامنے رکھتی ہیں اور وہ ان ضروریات کو پورا کرنے والا ہے۔

۸۔ اس کا کوئی ہمسرہ، ہم مثل اور برابری کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اشیاء میں سے کسی بھی چیز میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ وحدہ لا شریک ہے۔

۹۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بیان ہے جس سے مجوسیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں وغیرہ کے عقائد باطلہ کا زبردست رد ہوتا ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی اولاد ثابت کرنا اسے گالی دینے کے مترادف ہے۔ تعالیٰ اللہ عما یصفون۔

### مولانا عبدالغفور اثری رحمۃ اللہ جواری رحمت میں

مولانا عبدالغفور اثری (سیالکوٹ) ۲۷ اگست بروز منگل وفات پا گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا اثری رحمۃ اللہ ایک کامیاب مناظر، محقق اور مصنف کتب کثیرہ تھے۔

آپ مولانا معراج دین کے گھر ۱۹۵۶ء کو بمبولی ضلع گوجراں والا میں پیدا ہوئے۔ میٹرک سادھوکی میں کیا۔ ازاں بعد حضرت مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ کے پاس مطالعہ کتب کے لیے چلے جاتے اور مرحوم کی لائبریری میں تادیر مصروف مطالعہ رہتے۔ بڑے مہمان نواز تھے۔ ان کی تصانیف میں حقیقت اور مرزائیت، احسن الکلام فی الصلاة والسلام علی النبی خیر الانام، ہم اہل حدیث کیوں ہیں؟، اصلی اہل سنت، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مصافحہ ایک ہاتھ سے یادوں ہاتھوں سے وغیرہ، شامل ہیں۔ مرحوم عرصہ ۱۵ سال سیالکوٹ کے محلہ واٹرورکی میں خطیب رہے۔ ۱۴ سال جامع مسجد فتح گڑھ، گزشتہ ۴ سال سے اپنی مسجد عثمان میں خطیب تھے۔ ۲۷ اگست کو موٹر سائیکل پر جا رہے تھے کہ ٹرالے سے ٹکرانے کے نتیجے میں فوت ہو گئے۔ ان کا جنازہ پروفیسر ساجد میر صاحب نے پڑھایا۔

اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه وأدخله الجنة وأعذه من فتنة القبر  
وعذاب النار، آمین۔  
(لیاقت باجوہ)

طاہر القادری صاحب کا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ اور جمہور اہل اسلام پر

## ایک عظیم بہتان اور اس کی حقیقت

مولانا عبدالرحمن ضیاء، جھنگ

أولياء هذه الأمة . (جمع الوسائل شرح شمائل الترمذی لملا علی قاری: ۲۰۷/۱ طبع مصر) ”جو کوئی حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ کی کتاب ”مدارج السالکین شرح منازل السائرین“ کا مطالعہ کرے گا اس کے لیے یہ بات کھل کر واضح ہو جائے گی کہ وہ دونوں (یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد حافظ ابن القیم) اکابر اہل سنت والجماعت اور اس امت کے اولیاء میں سے تھے۔“

اکابر اہل سنت والجماعت اور اس امت کے اولیاء میں سے ایک عظیم ولی اللہ پر بہتان لگانا کوئی معمولی بات نہیں ہے: ﴿تَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ﴾

[النور: ۱۵]

قادری صاحب شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور جمہور علمائے اسلام پر بہتان باندھتے ہوئے لکھتے ہیں:

”انبیائے کرام اور اولیاء اللہ سے مدد صرف انھیں مستعان مجازی مانتے ہوئے ہی جائز ہے۔“

(مسئلہ استغاثہ اور اس کی شرعی حیثیت، ص: ۱۹)

پھر لکھتے ہیں کہ یہی عین اسلامی عقیدہ ہے اور اس سے سرِ مو انحراف عقائد باطلہ کی طرف رجحان کا باعث ہوگا۔

(مسئلہ استغاثہ، ص: ۱۹)

اب میں اللہ کے فضل و کرم اور اس کی توفیق سے قادری صاحب کے اس باطل دعوے کی تردید کے لیے تفصیلی جواب لکھتا ہوں جس سے قادری صاحب کے اس دعوے کا قلع قمع ہو جائے گا ان شاء اللہ

جناب قادری صاحب نے اپنے مزعومہ استغاثہ (یعنی شدت اور تکلیف کے وقت غیبی طور پر انبیائے کرام اور اولیاء اللہ سے، انھیں مستعان مجازی مانتے ہوئے، مدد مانگ سکتے ہیں) کی صحت کی نسبت جس طرح جمہور اہل اسلام کی طرف کی ہے، اسی طرح وہ اسی فاسد عقیدہ و نظریہ کی نسبت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کی طرف بھی کرتے ہیں چنانچہ وہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ اور جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک:

”انبیائے کرام اور اولیاء اللہ سے مدد صرف انھیں مستعان

مجازی مانتے ہوئے ہی جائز ہے۔“

پھر لکھتے ہیں:

”یہی عین اسلامی عقیدہ ہے اور اس سے سرِ مو انحراف عقائد

باطلہ کی طرف رجحان کا باعث ہوگا۔“

(مسئلہ استغاثہ اور اس کی شرعی حیثیت، ص: ۱۹)

مزعومہ دعویٰ قادریہ کا جواب:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کون تھے؟ ایک حنفی عالم کی گواہی ملاحظہ کیجیے: ملا علی قاری حنفی نے اکابر اہل سنت والجماعت اور اس امت کے اولیاء میں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کو شمار کیا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ اور ان کے شاگرد رشید حافظ ابن القیم کی حمایت میں ابن حجر کی پستی (یہ حافظ ابن حجر عسقلانی نہیں) کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

من طالع شرح منازل السائرین تبین له أنهما

كانا من أكابر أهل السنة والجماعة ومن

اور اہل توحید و سنت اپنے دلوں میں سکون اور آنکھوں میں ٹھنڈک محسوس کریں گے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی خالص توحید و سنت کی نشر و اشاعت کے لیے وقف کر رکھی تھی جس کے لیے انہوں نے ہاتھ، زبان اور قلم کا بھرپور استعمال کیا جس کی خاطر انہیں اہل بدعت و شرک یعنی قبر پرستوں اور شخصیت پرستوں کی طرف سے بہت سی تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا، جیلوں میں جانا پڑا۔ ابن تیمیہ نے تو شرک و بدعت کی بیخ کنی کے لیے متعدد کتب تصنیف فرمائیں، مثلاً: قاعدۃ جلیلة فی التوسل والوسیلۃ، الاستغاثۃ فی الرد علی البکری اور العبودیۃ وغیرہ۔

کاش! قادری صاحب شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کسی ایسی کتاب کا حوالہ دے دیتے جس سے انہوں نے ان کا یہ موقف نقل کیا ہے اور اس کی نسبت جمہور اہل اسلام کی طرف بھی کی ہے تاکہ ہم بھی شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی اس کتاب کی طرف رجوع کر کے اس سے دیکھ لیتے کہ کیا فی الواقع یہ ان کا موقف ہے یا قادری صاحب اپنے اس غلط عقیدے کی شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی طرف کر کے انہیں بھی اپنے ہی جیسا غیر اللہ سے غیبی مدد مانگنے والا خیال کر رہے ہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ بات کہیں بھی نہیں لکھی، بلکہ ان کی کتب جو عام دستیاب ہیں اور عام لائبریریوں کی زینت ہیں، ان میں قادری صاحب کے اس موقف کے خلاف شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا لکھا ہوا کثیر تعداد میں مواد موجود ہے اور اس کی تردید میں ان کی صریح اور واضح عبارات موجود ہیں، جیسا کہ ہم ابھی ان کی صریح عبارات آپ کے سامنے ذکر کریں گے جس سے قادری صاحب کے اس مزعومہ دعوے کا غلط ہونا سورج کی طرح واضح ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا:

”ائمہ دین اور علمائے اسلام ایسے شخص کے متعلق کیا کہتے

ہیں جو قبروں کی زیارت کرنے کے لیے جاتا ہے اور اپنی یا اپنے گھوڑے یا اونٹ کی بیماری دور کرنے میں فوت شدگان سے مدد مانگتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے: میرے بزرگ سردار میں تیری پناہ میں ہوں۔ میں تیری کفایت میں ہوں، یعنی تو مجھے پناہ دیتا اور کافی ہوتا ہے۔ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم و زیادتی کی۔ فلاں نے مجھے اذیت پہنچانے کا ارادہ کیا ہے۔ (تو مجھے بچالینا)

اور ایسے شخص کے متعلق کیا کہتے ہیں جو اپنے کسی بزرگ پیر سے استغاثہ کرتا ہو یعنی جب اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے یا اپنے پیچھے کوئی ایسی شے محسوس کرتا ہے یعنی آواز سی سنتا ہے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی تو پریشان ہو کر اپنے پیر سے استغاثہ کرتا ہے وہ اس سے اپنے دل کی ثابت قدمی چاہتا ہے۔ آپ ہمیں بالتفصیل فتویٰ دیجیے اللہ آپ کو اجر و ثواب عطا کرے۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جوابی تفصیلی فتویٰ:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب السلمۃ میں اسی سوال کا تفصیل سے جواب دیا ہے جو ۶۵ صفحات تک پھیلا ہوا ہے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اس طرح پکارنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِن دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۝﴾ [الإسراء: ۵۶، ۵۷]

”آپ کہہ دیجیے ان کو پکارو جنہیں تم نے اس کے سوا گمان کر رکھا ہے، پس وہ نہ ہی تم سے تکلیف دور کرنے کے مالک ہیں اور نہ ہی (تکلیف) بدلنے کے (مالک ہیں) یہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کی طرف وسیلہ

یہ کہتے ہیں:

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾ [الزمر: ۳]

”ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے۔“

پھر انھوں نے اس مضمون کی کئی ایک آیات لکھی ہیں پھر دعائے استخارہ لکھی ہے جو خالص توحید پر مشتمل ہے۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

زندہ شخص سے دعا کروانا مشروع اور جائز ہے، صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی دنیاوی حیات میں آپ سے دعا کرواتے تھے اور ایک دوسرے سے بھی دعا کروا لیتے تھے، باقی رہا بعد از ممات کسی سے دعا کروانا تو یہ غیر مشروع ہے چاہے ان انبیاء اور صالحین ہی سے ہو:

لَمْ يَفْعَلْ هَذَا أَحَدٌ مِنَ الصَّاحِبَةِ وَالتَّابِعِينَ وَلَا أَمْرٌ بِهِ أَحَدٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ وَلَا وَرَدَ فِي ذَلِكَ حَدِيثٌ. (اللمعة، ص: ۳۷)

”صحابہ و تابعین میں سے کسی ایک نے بھی یہ کام نہیں کیا اور ائمہ میں سے بھی کسی ایک امام نے بھی اس کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی کسی حدیث میں یہ وارد ہوا ہے۔“

اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے ایک دفعہ یہ کہا تھا:

ما شاء الله وشئت .

”جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں (اس طرح ہوتا ہے۔“

تو آپ نے فوراً اس کا ٹوٹس لیتے ہوئے فرمایا:

اجعلتنی للہ ندا؟ قل ما شاء اللہ وحده .

(مسند احمد، طبرانی کبیر: ۱۲/۲۴۴)

”کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا ہے؟ تو یہ کہہ کہ جو اکیلا اللہ چاہے اس طرح ہوتا ہے۔“

مسند احمد: (۲۱۴/۱) میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے کہا تھا:

اجعلتنی واللہ عدلاً بل ما شاء اللہ وحده .

(تقرب) ڈھونڈتے ہیں اور اس کی رحمت کی امید رکھتے

ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرے

رب کا عذاب وہ ہے جس سے ہمیشہ ڈرا جاتا ہے۔“

سلف کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ کئی قومیں حضرت عیسیٰ اور عزیر علیہ السلام اور فرشتوں کو پکارا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ جن کو تم پکارتے ہو وہ تو میرے بندے ہیں جیسے تم میرے بندے ہو اور وہ میری رحمت کی امید رکھتے ہیں جیسے تم رکھتے ہو اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں جس طرح تم ڈرتے ہو اور وہ میرا تقرب حاصل کرتے ہیں جیسے تم میرا تقرب تلاش کرتے ہو تو جب ان انبیاء اور فرشتوں کا یہ حال ہے جن کو تم پکارتے ہو یعنی ان کو اپنی فکر لگی ہوئی ہے تو جو ان سے کم درجہ کے ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔

پھر اس کے بعد سورہ کہف (آیت: ۱۰۲) اور سورہ سبا (آیت

۲۲، ۲۳) ذکر کی ہے پھر کئی ایک آیات کریمہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

”جو شخص بھی کسی مریض آدمی یا جانور کی شفاء یا عافیت غیر اللہ سے

طلب کرے، مثلاً: یوں کہے کہ اے فرشتے! یا اے نبی!“ میرے

مریض کو شفا دے دے، مجھے عافیت دے۔ میرے اہل و عیال اور

میرے جانوروں کو عافیت دے۔“ تو ایسا شخص مشرک ہے وہ اپنے رب

کے ساتھ شرک کرنے والا ہے۔ یہ شخص ان مشرکین کی جنس سے ہے جو

فرشتوں، انبیاء اور ان کی مورتیوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ اور وہ ان

عیسائیوں کی جنس سے ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکارنے والے ہیں۔

اگر وہ یہ کہے کہ میں اس سے اس لیے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے

زیادہ اللہ کے قریب ہے وہ میرے لیے سفارش کر دے گا میں اسے

وسیلہ بنا کر اللہ کے ہاں لے جاتا ہوں جیسا کہ بادشاہ تک پہنچنے کے

لیے اس کے خاص مشیروں اور وزیروں کو وسیلہ بنایا جاتا ہے۔ تو اس کا

فعل مشرکین اور عیسائیوں کے فعل کی طرح ہے کیونکہ وہ بھی یہی دعویٰ

کرتے ہیں کہ وہ اپنے احبار اور رہبان (علماء اور پیر بزرگوں) کو

اپنے مطالبے پورے کرانے میں اللہ کے ہاں سفارشی بناتے ہیں۔

اور اسی طرح ان (مشرکین) کے متعلق اللہ نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ



”اللہ کی قسم! کیا تو نے مجھے اللہ کے برابر کر دیا ہے، بلکہ (ایسے کہہ کہ) جو اللہ اکیلا چاہے، وہ ہوتا ہے۔“  
سنن ابن ماجہ کتاب الکفارات، باب النہی ان یقال ماشاء اللہ و شئت میں بھی اس مضمون کی روایت موجود ہے۔  
اسی طرح ایک دفعہ ایک لڑکی نے کہا تھا:  
وفینا نبی یعلم ما فی غد .  
اور ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو کل کی باتوں کو جانتا ہے۔  
تو آپ ﷺ نے اس کو اس سے منع کیا اور فرمایا:  
ما یعلم ما فی غد الا اللہ .  
کل کی باتوں کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

(ابن ماجہ، کتاب الزکاح، باب الغناء والدنف)

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

لا تطرونی کما اطرت النصارى عیسی ابن مریم فانما انا عبده فقولوا عبد اللہ ورسوله . (صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب واذکر فی الکتاب مریم)  
مجھے اس طرح حد سے نہ بڑھا دینا جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم ﷺ کو حد سے بڑھا دیا تھا، میں تو اللہ کا بندہ ہوں، تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔  
پھر نبی ﷺ نے جمیوں کی طرح اپنی تعظیم کرنے سے بھی منع کر دیا تھا۔ (مسلم، ابوداؤد، باب الامام یصلی من قعود، حدیث ۶۰۱)  
اور اپنے لیے سجدہ کرنے سے بھی منع کر دیا تھا۔

(ابوداؤد، مسند احمد، انظر: مشکوٰۃ، کتاب النکاح، باب عشرة النساء، فصل: ۳)  
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غالی زنا دقہ کو آگ لگا دی تھی جو انھیں الہ سمجھتے تھے۔ (بخاری: استنبات المرتدین، باب حکم المرتد والمرتدة)

فرماتے ہیں کہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں اسلاف میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں کہ وہ نبیوں اور صالحین سے استغاثہ کرتے ہوں، نہ ہی ان کی عدم موجودگی میں یعنی غیبی طور پر

اور نہ ہی ان کی قبروں کے پاس جاکر۔ اور یہ شرک اعظم ہے کہ کوئی شخص کسی میت یا غائب شخص سے استغاثہ کرے اور مصیبتوں (امراض وغیرہ) کے وقت کہے: اے میرے فلاں سید! میری تکلیف دور کر دے یا مجھے کوئی نفع پہنچا دے۔ یہ تو عیسائیوں کا کام ہے جو انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام نیز اپنے بزرگوں کے ساتھ کیا تھا۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ اللہ کے نزدیک ساری مخلوق میں ہمارے نبی محمد ﷺ بہتر اور باعزت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حق اور اس کی قدر کو سب سے زیادہ جاننے والے آپ ﷺ کے صحابہ کرام ہیں اور وہ ان کاموں میں سے کوئی کام بھی نہیں کرتے تھے، نہ ہی نبی کریم ﷺ کی عدم موجودگی میں اور نہ ہی آپ ﷺ کی وفات کے بعد۔ (اللمعة فی الاجوبة السبعة لشیخ الاسلام ابن تیمیہ، تحقیق وعلق سلیمان بن صالح الغصن، ص ۶۱۷)

مسئلہ استغاثہ کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے علی بن یعقوب البکری کے رد میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔  
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دور میں ایک علی بن یعقوب بن جبریل مصری شافعی معروف بہ ابن البکری نامی شخص ہوا ہے اس نے انبیاء سے غیبی طور پر استغاثہ (فریاد رسی چاہنے) کے جواز پر ایک کتاب لکھی اس میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی رد لکھا تھا اور اس میں بالکل کمزور دلیلیں اور بودے استدلال اور قیاس مع الفارق سے حجت پکڑنے کی کوشش کی تھی۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کی کتاب کا خوب رد لکھا کتاب وسنت کے قوی دلائل سے اس کا توڑ پیش کیا اس کی کتاب کو ہباء منشوراً بنا کر رکھ دیا شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس کے مروجہ استغاثہ کا باطل ہونا ثابت کیا شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا یہ رد اور جواب جب ابن بکری کے پاس پہنچا تو جو کچھ ہوا اس کے متعلق شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقد طاف هذا (یعنی ابن البکری) علی علماء مصر فلم یوافقہ منهم أحد وطاف علیہم بجوابی الذی کتبتہ وطلب منهم



یا اس نے ایسے کہا تھا۔

عوذوا بقبر أبی عمر

ینجیکم من الضرر

”اے تار یوں سے خوف کھانے والو! ابو عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ (وفات: ۶۰۷) ایک بزرگ کی قبر کی پناہ لے لو وہ تمہیں نقصان سے نجات دے گا۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے ان بزرگوں سے استغاثہ کرنے والے ان لوگوں سے کہا: اگر یہ بزرگ تمہارے ساتھ اس قتال اور لڑائی میں شریک اور موجود بھی ہوتے تو بھی شکست ہونا ممکن تھی دیکھو غزوہ اُحد میں صحابہ کرام کو شکست ہو گئی تھی اور اس کے کئی اسباب ہوتے ہیں یا کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ غزوہ اُحد میں بعض صحابہ کرام سے ایک معصیت ہو گئی تھی۔

یہی وجہ (یعنی دمشق کے لوگوں کا اولیاء سے استغاثہ) تھی کہ دین کی معرفت رکھنے والے حق شناس لوگ اس دفعہ تار یوں کے خلاف لڑنے میں شریک نہیں ہوئے تھے کیونکہ ان کے نزدیک یہ قتال وہ شرعی قتال نہ تھا جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے اور اس کے بعد جب موقع آیا تو ہم لوگوں کو اس بات کا حکم کرنے لگے تھے کہ وہ اپنا دین اللہ کے لیے خالص کر لیں اور یہ کہ وہ اسی سے مدد مانگا کریں اور وہ کسی مقرب فرشتے یا کسی مرسل نبی سے بھی استغاثہ نہ کیا کریں۔

تو جب لوگوں نے اپنا دین درست کر لیا اور صرف اپنے رب سے انھوں نے استغاثہ کیا اور سچے دل سے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بہت زور دار مدد فرمائی ان کے دشمنوں کو اس طرح مغلوب کیا کہ تار یوں کو نیست و نابود کرنے کی اس سے قبل کوئی اس طرح کی مثال نہیں پائی جاتی اور وہ اس سے قبل کبھی بھی اس طرح کی ہزیمت و شکست سے دوچار نہیں ہوئے۔ (دیکھیے: الاستغاثۃ فی الرد علی

البکری، تحقیق عبداللہ بن دجین السہیلی: ۱/۲  
۶۳۱-۶۳۳، مجموعۃ الرسائل والمسائل: ۴۰۹/۳، نیز

معارضتہ فلم یوافقہ أحد منهم مع أن عند بعضهم من التعصب ما لا یخفی۔

(مجموعۃ الرسائل والمسائل: ۱۲۸/۲ باختصار)

یعنی اس شخص (ابن البرکی) نے علمائے مصر کے پاس چکر لگائے تاکہ وہ اس کی موافقت کریں لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی اس کی موافقت نہیں کی اور یہ شخص علمائے مصر کے پاس میرا یہ جواب لے کر بھی گیا جو کہ میں نے اس پر رد لکھا تھا اور اس نے ان سے مطالبہ بھی کیا کہ وہ میرے جواب کا رد لکھیں لیکن ان میں سے کسی نے بھی میرے جواب کا رد نہیں لکھا حالانکہ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو میرے ساتھ کافی تعصب رکھتے ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہم دین اسلام سے بدبھی طور پر جانتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی امت میں سے کسی کے لیے یہ بات مشروع نہیں کی کہ وہ اموات میں سے کسی سے استغاثہ کرتا ہوا اُسے پکارے نہ انبیاء کو اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی اور کو لفظ استغاثہ کے ساتھ بھی نہیں اور اس کے علاوہ کسی دوسرے لفظ کے ساتھ بھی نہیں۔

اموات کو پکارنے والے کبھی کبھی کسی حاجت اور اترنے والی مصیبت میں انھیں پکارتے ہیں وہ انھیں اس طرح پکارتے ہیں جس طرح کوئی مضطرب لاچار پکارتا ہے اور وہ ان سے اپنی حاجت براری اور مصیبت کے دور کر دینے کے امیدوار ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ شریعت اسلام سے خارج ہونے والے دشمنان اسلام تباری جب دمشق میں حملہ آور ہونے کی نیت سے داخل ہوئے تھے تو یہی لوگ جو اولیاء کے ساتھ استغاثہ کرتے ہیں دمشق شہر سے باہر نکل کر قبروں کے پاس پہنچ گئے اور وہاں مدفون لوگوں سے استغاثہ کرنے لگے حتیٰ کہ ان کے کسی شاعر نے یہ رجز کہا ہے۔

یا خائفین التتر

لو ذو بقبر أبی عمر

دیکھیے: دعاوی المناوئین، ص: ۳۶۵، جلاء العینین فی المحاکمة بین الأحمدين، ص: ۵۵۴-۵۵۵ طبع قدیم)

استغاثۃ بالاولیاء و بأصحاب القبور کے خلاف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کلام اس قدر طویل اور کثیر ہے کہ جس کا احاطہ مشکل ہے۔ اس کے بارے تقریباً ان کی ہر کتاب میں گفتگو ہوتی ہے اور ان کی ایک عظیم کتاب الاستغاثۃ کے نام سے دو جلدوں میں عام دستیاب بھی ہے جو ابن بکری کے رد میں ہے۔ اس کے علاوہ بھی ان کی کئی کتابیں ہیں۔

مشہور مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بکری کا نام علی بن یعقوب بن جبریل مصری شافعی ہے اس بکری کے پاس ایک چھوٹی سی نالی کی طرح کا علم ہے۔ جس نے ایک بہت بڑے علمی صاف سمندر (یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کا مقابلہ کرنا چاہا یا وہ ریت کا ایک ذرہ ہے جس نے پہاڑ (شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کو اپنی جگہ سے سرکانہ چاہا یہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف کتاب لکھ کر عقل مند اور سمجھ دار لوگوں کے لیے ایک ہنسی کا سبب بنا۔ وقت کے سلطان نے بھی اسے قتل کرنا چاہا لیکن بعض امراء کی سفارش سے بچ گیا وہ مقام دیروط کی طرف بھاگ گیا تھا۔ وہیں اس کی وفات ہوئی۔ اس کا جنازہ بھی مشہور نہ ہوا اور اس کا استاد سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا رد لکھنے کی وجہ سے غصے ہوتا تھا اور اسے کہتا تھا کہ تو تو گفتگو بھی اچھی طرح نہیں کر سکتا ابن تیمیہ کا رد لکھنے بیٹھ گیا ہے۔“

(البدایہ والنہایہ: ۱۱۴/۱۳)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا استغاثۃ کے متعلق مزید بیان: فرماتے ہیں:

قال ابو عبد الله القرشي: استغاثۃ المخلوق بالمخلوق كاستغاثۃ المسجون بالمسجون .

(الاستغاثۃ: ۵۱۳، ۵۱۳/۲)

”ابو عبد اللہ قرشی نے کہا ہے کہ مخلوق کا مخلوق سے استغاثہ (فریادری چاہنا) جیل میں پھنسے ہوئے قیدی شخص کا کسی دوسرے اپنے جیسے قیدی شخص سے استغاثے کی طرح ہے۔“

نیز فرماتے ہیں:

الاستغاثۃ المطلقة التي لا تصح إلا بالله وهو أن يطلب من المخلوق ما لا يقدر عليه إلا الله كإزالة المرض والإنتصار على العدو وهداية القلب . (۵۱۴/۲)

”استغاثۃ مطلق جو صرف اللہ ہی سے صحیح اور درست ہے مخلوق سے درست نہیں، وہ یہ ہے کہ مخلوق سے ایسی شے طلب کرے جس کو پورا کرنے کی اللہ کے علاوہ کسی میں طاقت و قدرت نہ ہو، مثلاً: مرض دور کر دینا، دشمن پر فتح اور دل میں ہدایت داخل کر دینا۔“

نیز فرماتے ہیں:

فإن ما نفى عنه ﷺ وعن غيره من الأنبياء والمؤمنين (وهو أنهم لا يطلب منهم بعد الموت شيء ولا يطلب منهم في الغيبة شيء لا بلفظ الاستغاثۃ ولا الاستعاذۃ ولا غير ذلك ولا يطلب منهم ما لا يقدر عليه إلا الله) حكم ثابت بالنص وإجماع علماء الأمة مع دلالة العقل على ذلك .

(الاستغاثۃ: ۶۱۹/۲)

نبی ﷺ اور آپ کے علاوہ دیگر انبیاء اور مؤمنین سے جس استغاثۃ کی نفی کی گئی ہے وہ ایک ایسا (شرعی) حکم ہے جو نص اور علمائے امت کے اجماع کے ساتھ ثابت ہے اور اس حکم پر عقلی دلیل بھی دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان سے بعد از وفات کوئی شے طلب نہ کی جائے یا غیبی طور پر ان سے کچھ نہ مانگا جائے چاہے وہ لفظ استغاثۃ کے ساتھ ہو یا لفظ

”غیر اللہ سے استغاثہ درحقیقت ایک طرح کا شرک ہے شریعت محمدی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اللہ اور اس کے رسول نے نہ تو کہیں اس کا حکم دیا ہے اور نہ صحابہ کرام اور تابعین نے اپنے زمانے میں ایسا کیا ہے اور نہ ائمہ مسلمین میں سے کسی نے اسے پسند کیا ہے تاریخ سے کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آفت اور مصیبت کے وقت کسی صحابی نے آپ ﷺ کی قبر پر پہنچ کر آپ کی دہائی دی ہو حالانکہ صحابہ کرام کے زمانے میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان زبردست لڑائیاں ہوئیں اور بعض اوقات بڑی پریشانیاں اٹھانی پڑیں اس کے باوجود صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی آپ ﷺ کی قبر پر پہنچ کر استغاثہ نہیں کیا اور نہ کسی مخلوق کی قسم کھائی صحابہ کرام آپ ﷺ کی قبر پر جاتے تو صرف درود و سلام بھیج کر واپس ہو جاتے امام مالک نے تو اس کو بھی ناپسند کیا ہے کہ کوئی شخص قبر نبوی پر کھڑا ہو کر اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کیونکہ یہ ایک بدعت ہے جس کا سراغ صحابہ و تابعین کے اعمال و افعال سے نہیں ملتا۔“

#### استغاثہ:

فرماتے ہیں کہ قرآن مجید نے مطلق استغاثہ کی نسبت صرف اللہ کی طرف کی ہے چنانچہ فرمایا:

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَبْ لَكُمْ﴾ [الانفال: ۹]

”جب تم اپنے رب سے (شدت کے وقت) مدد کے لیے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد قبول کر لی تھی۔“

حدیثوں میں بھی مطلق استغاثہ کی نسبت اللہ ہی کی طرف کی گئی ہے چنانچہ ایک دعا میں کہا گیا ہے:

یا حسی یا قیوم برحمتک استغیث أصلح لی  
شانی کله ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین  
ولا الی احد من خلقتک .

”اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اے ہمیشہ قائم رہنے والے!

استغاثہ کے ساتھ یا کسی اور لفظ کے ساتھ۔ اور ان سے کوئی ایسی شے بھی طلب نہ کی جائے (چاہے وہ قریب ہی ہوں) جس کے دینے پر اللہ کے علاوہ کوئی قدرت نہ رکھتا ہو۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فهذه الأنواع من خطاب الملائكة والأنبياء  
والصالحين بعد موتهم عند قبورهم وفي  
مغيبهم وخطاب تماثيلهم هو أعظم أنواع  
الشرك الموجود في المشركين من غير أهل  
الكتاب وفي مبتدعة أهل الكتاب  
والمسلمين الذين أحدثوا من الشرك  
والعبادات ما لم يأذن به الله تعالى قال الله  
تعالى: ﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ  
الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ﴾ [الشورى: ۲۱]

(مجموع فتاویٰ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۱/۱۵۹)

”فرشتوں، انبیاء اور نیک لوگوں کی موت کے بعد ان کی قبروں کے پاس یا ان کی عدم موجودگی میں مخاطب کرنے کی یہ اقسام اور ان کی صورتوں کو مخاطب کرنا شرک کی اقسام میں سے سب سے بڑی قسم ہے جو اہل کتاب اور مسلمانوں کے اہل بدعت میں پائی جاتی ہے جنہوں نے ایسی شرکیہ عبادات ایجاد کی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ﴾ [الشورى: ۲۱]

یا ان کے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے ایسا دین مقرر کیا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔“

استغاثہ کے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ایک اور ایمان افروز تحریر:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے استغاثہ کے متعلق سوال کیا گیا اور فتویٰ مانگا گیا تو انھوں نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

میں تیری رحمت ہی کے ذریعے تیری فریادرسی چاہتا ہوں لہذا تو میری تمام حالت کی اصلاح کر دے اور ایک پل بھر کے لیے بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کرنا اور نہ ہی مجھے اپنی مخلوق میں سے کسی کے سپرد کرنا۔“

معروف کرنی عام طور پر اللہ تعالیٰ کو پکارتے وقت واغوشا کہا کرتے تھے۔

ابو یزید بسطامی کا قول ہے:

استغاثۃ المخلوق بالمخلوق کاستغاثۃ المسجون بالمسجون۔

یعنی ایک مخلوق کا کسی مخلوق سے استغاثہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی قیدی کسی دوسرے قیدی سے استغاثہ کر رہا ہو۔

اب رہا قرآن مجید میں استغاثہ کی نسبت ایک مخلوق کی طرف جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں ہے:

﴿فَاسْتَعَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ﴾

[القصص: ۱۵]

”تو وہ شخص جو موسیٰ کے گروہ (بنی اسرائیل) سے تھا اس نے موسیٰ سے اس شخص کے خلاف مدد مانگی جو اس کے دشمنوں میں سے تھا۔“

تو اس سے مراد مقید استغاثہ ہے اس لیے اس جگہ استغاثہ کا لفظ (مِنْ) اور (عَلَى) صلوٰں (حروف رابطہ) کے ساتھ آیا ہے جس کے معنی جسمانی امداد و اعانت کے ہیں روحانی (غیبی یعنی مادی وسائل و ذرائع کے بغیر) امداد تو وہ خاص اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے۔ (دیکھیے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تالیف: افضل العلماء محمد یوسف کوکن عمری، ص: ۵۳۸، ۵۳۹)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

زندہ شخص سے دعا کروانا ثابت ہے، لیکن فوت شدہ سے اگرچہ وہ نبی اور ولی ہی کیوں نہ ہو، دعا مانگنے کا ثبوت شریعت اسلامیہ میں قطعاً نہیں، نہ تو حضرات صحابہ کرام اور تابعین سے اس کا ثبوت ہے اور نہ اتباع تابعین اور ائمہ دین سے اور نہ ہی اس کے ثبوت میں کوئی صحیح

حدیث موجود ہے۔ (رسالۃ القبور، ص ۱۰۸)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی قادری صاحب کے بہتان سے براءت:

اب شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ان صاف بیانات و فرمودات سے سورج کی طرح یہ بات واضح ہوگئی کہ قادری صاحب نے ان کی طرف جو غلط نظریے کی نسبت کی ہے، اس سے وہ بالکل بری ہیں اور یہ قادری صاحب کا شیخ الاسلام پر ایک بہتان عظیم ہے، اسی لیے تو قادری صاحب نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی کسی معتبر کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ ایک مشہور ضرب المثل ہے:

لا امر ما قطع كثير أنفه.

اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب و سنت کے عین مطابق عقیدہ بنانے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

و في هذه الكتابة كفاية لمن له دراية.

نیز دیکھیے مجموع فتاویٰ: ۱۰۱/۱-۱۰۷

### ضروری اعلان

ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور میں مضامین ارسال کرنے والے خواتین و حضرات درج ذیل باتوں کا ضرور خیال فرمایا کریں:

① مضمون کاغذ کی ایک طرف لکھا ہو، صاف ستھرا اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔

② مضمون مدلل، باحوالہ، آیت، حدیث اور کتب کے نام و صفحہ نمبر مکمل تحریر فرمائیں۔

③ جلسوں، کانفرنسوں کے اشتہارات یا اعلانات بھیجنے والے احباب اس کا اعلان جلسہ یا کانفرنس کے انعقاد سے پندرہ دن پہلے ارسال کر دیا کریں، نیز ان جلسوں یا تقاریب کی رپورٹ وغیرہ شائع کرنے سے ادارہ قاصر ہے۔

④ مضمون ارسال کرنے والے شائع ہونے کے لیے اپنی باری کا انتظار کیا کریں نیز غیر معیاری مضامین کی اشاعت سے اداه معذرت خواہ ہے۔ امید ہے قارئین دفتر الاعتصام سے تعاون کریں گے۔ (منیجر)

## اپنی کہانی اپنی زبانی

مفتی محمد عبید اللہ خاں عقیف رحمۃ اللہ علیہ، بانی مسجد اہل العزیز اہل حدیث، رحمت ٹاؤن، فیصل آباد

لاہور آمد:

فروری ۱۹۶۹ء میں جامعہ سلفیہ میں تدریس کے لیے میاں فضل حق رحمۃ اللہ علیہ سے منظوری لینے کے لیے لاہور آیا۔ مولانا قدوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جامعہ سلفیہ کی تدریس کی بنسبت مسجد چینی نوالی میں بطور مدرس کام کرنا آپ کے لیے بہتر ہوگا کہ یہاں ترقی کے مواقع میسر ہیں لہذا انھوں نے علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرادی۔ علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد چینی نوالی میں بطور مدرس رکھ لیا۔ اور یہاں دو برس پڑھاتا رہا۔ ۱۹۷۰ء میں یہاں پہلی دفعہ بنگالی طلباء کو صحیح بخاری پڑھائی۔ پھر علامہ صاحب سے اختلاف کی وجہ سے دارالحدیث اوکاڑا چلا آیا۔ یہ ۱۹۷۰ء کی بات ہے۔ پھر ۱۹۷۱ء میں شیخ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ سیکرٹری چینی نوالی کی دعوت پر دوسری دفعہ مسجد چینی نوالی چلا آیا۔ اب کہ دارالحدیث اور دارالافتاء چینی نوالی کا اجرا کیا اور پورے پاکستان میں دارالحدیث اور دارالافتاء ملک کے نام و مدارس اور دارالافتاء میں شمار ہونے لگے۔ اور بعض سوالات سعودیہ سے بھی آنے لگے اور میرے بعض فتاویٰ پر الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے مہر تائید بھی ثبت فرمائی۔ ہوا یہ کہ لبرٹی مارکیٹ لاہور کے ڈاکٹر عبدالغنی نے مجھ سے مجلس واحد کی اکٹھی تین طلاقوں کے ایک طلاق ہونے کا فتویٰ حاصل کر کے میرا وہ فتویٰ حضرت الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم سعودیہ کی خدمت میں برائے تائید بھیج دیا۔ حضرت الشیخ نے اپنے خاص پیڈ پر میرے اس فتوے کی تائید فرما کر لکھ بھیجا کہ مفتی عبید اللہ کا فتویٰ صحیح ہے یکجائی تین طلاقیں شرعاً ایک طلاق ہوتی ہے۔ آپ اس پر عمل کر سکتے ہیں۔

شہر ملتان میں آمد:

اس دفعہ پانچ سال پڑھانے کے بعد ۱۹۷۸ء کو مولوی کریم بخش

ناظم مدرسہ محمدیہ عام خاص باغ ملتان میرے گاؤں تشریف لائے اور مجھے بطور شیخ الحدیث ملتان آنے کی دعوت دی۔ چونکہ میں مدرسہ کے نائب مہتمم میرا شرف کو اس کی بے تحاشا ہنسی پر ڈانٹ پلا چکا تھا۔ میرا شرف نے سوال کے وسط میں جواب دے دیا۔ اور حالات ناگوار نظر آ رہے تھے لہذا مولوی کریم بخش کی دعوت پر ملتان چلا گیا۔

۲۱ مارچ ۱۹۷۹ء کو ایک محلہ میں درس دے کر واپس آ رہا تھا کہ موٹر سائیکل کے حادثہ میں بایاں کندھا اتر گیا۔ کندھا ابھی ٹھیک نہ ہونے پایا تھا کہ ۲۵ مارچ ۱۹۷۹ء کو کتہوں کی بڑی الماری اوپر آگری اور دایاں گھٹنا بری طرح ٹوٹ پھوٹ گیا۔ جس کی وجہ سے چار پائی پر لیٹے لیٹے صحیحین کا درس دیتا رہا۔ جون ۱۹۷۹ء کو سالانہ امتحان کے موقع پر مولوی کریم بخش نے کہا کہ اپنا معاہدہ قائم ہے اور رمضان کے بعد آپ ہمارے شیخ الحدیث ہوں گے۔ مگر مولوی کریم بخش نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے آئندہ کے لیے جواب لکھ بھیجا۔

رمضان المبارک کے بعد مولوی عبدالخالق قدوسی اور برخوردار محمد خاں نجیب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے لاہور بلا لیا۔ حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے علاج میں گہری دلچسپی لیتے ہوئے مجھے امریکن ہسپتال میں ہڈی جوڑ کے مشہور ڈاکٹر آصف چوہدری سے میرا علاج کرایا۔ ہسپتال میں داخلہ کے حصول میں چوہدری عبدالباقی نسیم کاشمیری، چوہدری عبدالمنان اور مولانا عبدالخالق قدوسی نے بھرپور کردار ادا کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اور چوہدری عبدالمنان کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب نے اپنی فیس میں کافی کمی کردی اور باقی تمام اخراجات علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جیب سے ادا کیے۔



ڈاکٹر آصف ماہر ہڈی جوڑ اور ڈاکٹر محمد راشد رندھاوا (ماہر امراض قلب) جیسا رحمدل اور غریب مریضوں کا ہمدرد ڈاکٹر میں نے کوئی نہیں دیکھا جبکہ مجھے لاہور کے نام ور ڈاکٹروں سے پالا پڑ چکا ہے۔ ڈاکٹر راشد رندھاوا نہ صرف اہل علم سے فیس نہیں لیتے بلکہ بعض اوقات ہزار روپے کی ادویہ بھی مفت فراہم کر دیتے ہیں۔ جزا اہم اللہ احسن الجزاء۔

صحت یاب ہونے پر ۱۹۸۱ء کے اواخر میں مدرسہ چینی نوالی کی دعوت پر تیسری دفعہ لاہور چلا آیا۔ اور حضرت علامہ نے پھر بطور صدر مدرس پڑھانے کا حکم دیا تو میں انکار نہ کر سکا اور پڑھانا شروع کر دیا۔ ۱۹۸۳ء میں دارالافتاء والدعوة والارشاد، الریاض کے مدیر الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے مجھے مبعوث مقرر کر دیا۔ الشیخ عبدالرحمان نے میرے لیے دارالحدیث چینی نوالی میں بحیثیت الداعیۃ و مدرس احکام جاری کر دیے اور ۱۹۹۴ء تک چینی نوالی ہی میں کام کیا۔ ۱۹۹۴ء کو مکتبہ الدعوة اسلام آباد نے میرا جامعہ اہل حدیث میں تبادلہ کر دیا اور اس وقت سے لے کر آج تک جامعہ اہل حدیث چوک دالگراں میں صحیح البخاری وغیرہ اسباق پڑھا رہا ہوں۔ اور غالباً ۴۲ مرتبہ الجامع الصحیح للامام البخاری پڑھانے کی سعادت حاصل کر چکا ہوں۔

### میرے تلامیذ:

اس ہیچ میرز اور فقیر الی اللہ کے عام تلامیذ سینکڑوں سے متجاوز ہیں۔ تاہم تیس طالبات اور تین صدیقینیتیں طلباء باقاعدہ مکمل الشیخ للبخاری پڑھ کر سند اجازت حاصل کر چکے ہیں اور دس عرب ممالک کے شیوخ بذریعہ موبائل امتحان دے کر سند اجازت حاصل کر چکے ہیں۔ اور بحمد اللہ ترویج اسلام اور منہج سلف کی تدریس و تبلیغ کے مختلف شعبوں یعنی اندرون ملک و بیرون ملک تدریس، خطابت، امامت، صحافت اور فتاویٰ نویسی میں پابہ رکاب چلے آ رہے ہیں۔ اور بعض تجوید و قرأت کے نام ور قاری اور مقرر ہیں اللہم زد فرد۔ جن میں چار شیوخ الحدیث۔ ۱۱ مدرس درس نظامی۔ دو نام ور قاری اور

بیس سے زائد سکولز اور کالجز میں ماسٹر اور لیکچرار ہیں۔ خطباء، ائمہ مساجد اور پرائیویٹ اداروں میں کام کرنے والوں کی تعداد میرے علم سے باہر ہے۔

میرے چند مشہور شاگرد:

۱: مولانا عبدالکریم بلوچ شیخ الحدیث مرکز توحید اہل حدیث ڈیرہ غازی خان۔

۲: حافظ اسماعیل ذبیح رحمہ اللہ شیخ الحدیث مدرسۃ البنات رحمت آباد و استاذ جامعہ سلفیہ۔

۳: مولوی بلال احمد شیخ الحدیث مدرسہ خدیجہ للبنات دھوبی گھاٹ لاہور۔

۴: مولوی عمران ناصر بانی و شیخ الحدیث مرکز نور الہدیٰ ننگانہ۔

۵: مولوی عبداللطیف نائب شیخ الحدیث مدرسہ مسجد اقصیٰ گلشن کالونی لاہور۔

۶: مولوی مبشر احمد ربانی شیخ الحدیث مدرسہ مکتب الدعوة لاہور۔

۷: حافظ امتیاز احمد مدرس جامعہ اہل حدیث لاہور۔

۸: مولوی منزل حسین طاہر ایم اے بی ایڈ ناظم و خطیب جامع مسجد امۃ العزیز رحمت ٹاؤن فیصل آباد۔

۹: مولانا محمد حسین طاہری اوکاڑا۔

۱۰: مولوی مولیٰ بخش بلوچ سندھی مدرس مدرسہ نبو سعید آباد، سندھ۔

۱۱: مولوی عبدالسمیع بلوچ مدرس مدرسہ دارالحدیث میرپور مٹھیلو سندھ۔

۱۲: مولانا خلیل الرحمان لکھوی استاذ جامعہ ابی بکر کراچی و ناظم مدرسہ اسلامیہ کراچی۔

۱۳: مولوی محمد خاں نجیب رحمہ اللہ۔

۱۴: مولوی محمد رفیق عاجز ناظم مدرسۃ البنات فاروق آباد۔

۱۵: مولوی محمد اسلم شاہد روی مترجم کتاب فقہ السنہ۔

۱۶: مولوی محمد یوسف مدرس دارالحدیث اوکاڑا۔

۱۷: مولوی محمد عثمان لیکچرار لاہور۔



۱۸: مولوی عبدالستار ایم۔ اے بھٹی بھنگو۔

۱۹: قاری محمد ادریس عاصم، صدر مدرس مدرسہ عالیہ تجوید القرآن لاہور۔

۲۰: مولوی عبید اللہ فاضل مدینہ یونیورسٹی استاذ ماموں کائنجن۔

۲۱: مولوی سلیم آصف متعلم مدینہ یونیورسٹی۔

۲۲: مولوی انیس الحق متعلم مدینہ یونیورسٹی۔

۲۳: مولوی محمد احمد متعلم مدینہ یونیورسٹی۔

۲۴: مولوی محمد نصیر الدین۔

۲۵: پروفیسر محمد عثمان۔

۲۶: مولوی راشد منیر تبسم۔

۲۷: مولوی امیر علی ناظم حلقہ الہ آباد۔

۲۸: مولوی عبدالحمید کونسلر چک ۱۴ تحصیل چونیاں۔

۲۹: مولوی عرفان مہیس مکتبہ الدعوة مرید کے مسئول ساہیوال۔

۳۰: قاری سجاد قصوری فاضل جامعہ اہل حدیث لاہور۔

یہ وہ خوش نصیب علماء ہیں جو مجھ مکمل صحیح بخاری سے پڑھ چکے ہیں۔  
خطباء شاگرد:

۱: حافظ عبداللہ شیخوپوری رحمہ اللہ۔

۲: حافظ عابد سلمان روپڑی۔

۳: حافظ عبدالوحید روپڑی۔

۴: حافظ عبدالغفار احسن لاہور۔

۵: مولوی عمر فاروق خطیب مسجد امام ابن تیمیہ اسلام آباد۔

۶: حافظ محمد لقمان۔

۷: مولوی یسین ڈوگر لاہور۔

۸: مولوی اشرف رحمانی نور پور نہر۔

۹: مولوی طارق ثاقب پتوکی۔

۱۰: حافظ مقصود ربانی ملتان۔

۱۱: مولوی صابر قصوری۔

۱۲: مولوی ثناء اللہ ڈوگر رحمہ اللہ۔

۱۳: مولوی عمر فاروق شاہ کر۔

۱۴: مولوی عبدالرشید محمدی خطیب بیگم کوٹ۔

۱۵: قاری اکرام الحق اثری۔

۱۶: مولوی یونس قصوری کچا پکا۔

۱۷: مولوی شفیق ندیم لاہور۔

۱۸: مولوی عبدالرؤف ربانی مانگا منڈی۔

آزاد کشمیر و پونچھ میں میرے شاگرد:

۱: مولوی محمد صدیق تیزیال فاضل مدینہ یونیورسٹی مظفر آباد۔

۲: سید عبدالرحمان بن سید ہدایت اللہ ساکن پلاں چوہدریاں  
ڈاکخانہ کہوٹہ۔

۳: مولوی امتیاز احمد ولد محمد فیض۔

۴: مولوی عبدالرحمان ولد قاری عبدالعزیز قاضی تحصیل کوٹلی۔

۵: مولوی محمد فاروق شاہ۔

۶: مولوی زبیر ولد محمد صادق، اسلام گڑھ ضلع میرپور۔

۷: مولوی محمد فاروق مدرس دارالحدیث محمدیہ مظفر آباد۔

۸: مولوی اعجاز برادر مولوی امتیاز۔

۹: عابد شاہ۔

بلتستانی شاگرد:

۱: الشیخ محمد عباس ولد ذاکر علی موسیٰ فاضل مدینہ یونیورسٹی امیر جمعیۃ  
گائچھے۔

۲: الشیخ عبدالستار محمد فاضل مدینہ یونیورسٹی۔

۳: مولوی عبدالقادر سفیر مدرسہ غواڑی۔

۴: مولوی غلام اللہ بن علی علاقہ شکر۔

۵: مولوی عنایت اللہ۔

بیرون ملک میں میرے شاگرد:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے بہت سے شاگرد عقیدہ اہل  
سنت اور منہج سلف اہل حدیث کی ترویج میں مصروف ہیں اور امر  
بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ سے عہدہ برآہور ہے ہیں۔ تقبل

اللہ مساعیہم الجمیلہ۔

ایران: الشیخ نور محمد صاحب۔

بگلہ دیشی شاگرد:

۱: الشیخ سراج الدین سلفی۔

۲: شیخ فضل الرحمن یہ دونوں غالباً چٹاگانگ میں مدرس ہیں۔

۳: مولوی ابوالحسن بنگالی۔

۴: قاری روح الامین ممبر قومی اسمبلی بگلہ دیش و ناظم مدرسہ عربیہ

بگلہ دیش۔

افغانستانی شاگرد:

۱: مفتی عبدالقہار علاقہ بدخشاں افغانستان۔

۲: مولوی عبدالولی بانی مدرسہ التوحید والسنۃ۔

۳: مولوی عبدالبصیر۔

۴: ضیاء الرحمن۔

۵: مولوی عبدالکبیر بن عبدالجبار۔

۶: الشیخ عبدالواحد قارشی بن حیات اللہ۔

۷: الشیخ قدرت اللہ۔

۸: مولوی محمد صدیق۔

۹: مولوی عبدالحجیب۔

۱۰: مولوی محمد عابد ولد عبدالقدوس۔

۱۱: الشیخ عبدالغفار سابق استاد جامعہ اہل حدیث لاہور

اسلامی ممالک میں میرے شاگرد:

۱: حافظ عبداللطیف دوبئی۔

۲: الشیخ القاری محمد فاروق، قطر۔

۳: الشیخ بلال، قطر۔

۴: الشیخ شاہ نواز بخاری سعودی عرب۔

۵: قاری الطاف الرحمان شارجہ۔

ملانیشیا میں: الشیخ عمران حبیل اور الشیخ ابوحنیفہ ملانیشیا میں آباد ہیں۔

وہ شیوخ جنہوں نے بذریعہ موبائل سند اجازت حاصل کی:

۱: الشیخ محمد طاہر، ساکن قطر۔

۲: الشیخ محمد راشد، ساکن قطر۔

۳: الشیخ سعد بن عبداللہ السعدان مدیر مؤسسۃ الحرمين، الرياض۔

۴: الشیخ مساعد بن سلیمان الراشد الحمدی مملکت سعودیہ عربیہ۔

۵: الشیخ محمد زاهد بن قاسم بن محمد ساکن لبنان مملکت سوریا (شام)

۶: الشیخ محمد احمد سردار کلخی الشامی۔

۷: مولوی حافظ عبدالمنان بن الشیخ الحافظ ثناء اللہ الزاہدی صادق آباد

پاکستان۔

۸: مولانا محمد شفیع انور استاذ جامعہ اہل حدیث لاہور۔

۹: مولوی عبدالصمد ریالوی مشہور مترجم کتب اسلامی۔

۱۰: مولوی عبید اللہ انور ولد ابراہیم میرپور خاص سندھ۔

۱۱: مولوی عطاء الرحمن ولد فضل الرحمن موضع گھکھ ڈاکخانہ کھلاٹ ضلع

ہری پور ہزارہ۔

وضاحت: مولوی عبید اللہ انور سندھی اور مولوی عطاء الرحمن آف

گھکھ نے صحیح بخاری پڑھ کر سند اجازت حاصل کی۔ موبائل کے ذریعہ

سے نہیں۔

خطابت:

عرصہ چالیس برس سے الحمد للہ تدریس اور افتاء نویسی کے ساتھ

ساتھ خطابت کا شغل بھی جاری ہے۔ ۱۹۷۳ء میں مرکزی مسجد اہل

حدیث باب عمر فاروق جھنگ شہر میں ایک برس تک خطابت کے بعد

مرکزی مسجد اہل حدیث رائے ونڈ کی انتظامیہ کی دعوت پر ۱۹۷۴ء تا

۱۹۷۹ء تک خطابت کے فرائض ادا کیے حاجی عبدالحجید وغیرہ بعض

سامعین نے اہل حدیث مسلک اختیار کیا۔ حنفی سامعین مسلک کے

قریب آ رہے تھے کہ دارالحدیث چینیا نوالی کے میرا شرف کے ناروا

رویے کی وجہ سے دارالحدیث چینیا نوالی اور رائے ونڈ بامر مجبوری

چھوڑنا پڑی۔

دادا جی کا کھوٹے سکے:

میری ایک دور کی پھوپھی نے رشتہ کی خاطر جادو کر دیا تھا جس کی

وجہ سے دماغی پریشانی کی وجہ سے مصنوعی لالہ پین کا اظہار ہونے لگا

وجوہ ہیں:

۱: یہ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی توفیق میرے شامل حال رہی

۲: والدین رحمہ اللہ کی سحرگاہی دعائیں۔

۳: مطالعے کا خط۔

عزیز طلباء اگر سچ دنیا سے اٹھ نہیں گیا تو آپ سچ مانے گا۔ میں نے اپنی تعلیم کے آخری سال میں سالانہ امتحان کے موقع پر ماہ فروری میں پورے پندرہ دن بستر نہیں بچھایا۔ رات کو لائین پر امتحان کی تیاری کرتا جب ۱۲ بجے کے بعد نیند غلبہ کرتی تو بازار والی کھڑکی کھول کر سوتی کھیس اوڑھ کر لیٹ جاتا تا کہ گہری نیند نہ آئے گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد جب جسم سردی سے ٹھٹھڑ جاتا تو پھر اٹھ کر پڑھنے لگ جاتا۔ ایک دفعہ رات کے ۱۲ بجے حضرت چیمہ صاحب نے اچانک چھاپہ مارا تو فرمایا بنیامین طور کو سلا آیا ہوں تو بھی سو جا۔ میں نے لائین کی بتی چھوٹی کر دی (کیونکہ ہمارے دور میں جامعہ سلفیہ میں بجلی کی سہولت میسر نہ تھی، لائین میں پڑھنا پڑتا تھا) اور کھیس میں لپٹ کر لیٹ گیا تقریباً ۳ بجے کے قریب چیمہ صاحب پھر آگئے اور مجھے پڑھنے میں مشغول پایا تو مجھے ڈانٹتے ہوئے فرمایا صبح امتحان نہیں دینا میں نے عرض کیا کہ جناب امتحان ہی کے لیے تیاری کر رہا ہوں۔

مولوی احمد دین نے شکایت لگا دی:

عزیز طلباء جب میں بطور نائب مدرس مدرسہ دارالقرآن والسنہ چک ۸۰ میں پڑھانے لگا تو چونکہ میرے بعض شاگرد صاحب اولاد اور بعض شادی شدہ تھے اور میں مجرد تھا۔ دوران اسباق ان کے ممکنہ سوالات کے جواب کی تیاری میں ساون بھادوں کے سخت جس اور گرمی کے ایام کچی دیوار کے ساتھ لائین لٹکا کر رات کے ۱۲ بجے اور کبھی ایک بجے تک مطالعہ کرنا پڑتا تھا ایک رات مدرسہ کے ناظم مولوی احمد دین رحمہ اللہ رات کے ۱۲ بجے غسل کرنے کے لیے آئے اور مجھے مطالعہ میں مگن دیکھ کر کہا اتنی محنت نہ کریں جلدی کمزور ہو جائیں گے۔ کچھ دنوں کے بعد پھر آئے اور مجھے مطالعہ میں مشغول دیکھ کر کہا کہ آپ اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں لگتا ہے کہ چند سال کے بعد پڑھا نہیں سکیں گے اور صبح لائل پور جا کر چیمہ صاحب سے شکایت لگا دی کہ

جس کے پیش نظر میرے دادا جان مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ نے مجھے کھوٹا سکہ قرار دیا تھا اور دوسری برادری کی رائے بھی یہی تھی۔ میں نے ان کی پروا کیے بغیر اپنا تعلیمی سفر شروع رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں بحیثیت نائب مدرس پڑھانے لگا کچھ دن پڑھانے کے بعد دادا جی رحمہ اللہ سے عرض کی بابا جی میں پڑھانے لگ گیا ہوں فرمایا کون سی کتابیں پڑھاتے ہو تو میں نے سنن النسائی، مشکوٰۃ، جلد ثانی اور دیوان الممتنی کا نام لیا تو بڑے خوش ہوئے اور اپنی سابقہ رائے واپس لے لی اور دعائیں دیں۔

چیمہ صاحب کا کھوٹہ پیسہ:

میں چونکہ ایک مفلس طالب علم تھا۔ چھٹیوں کے ایام میں گندم کی کٹائی کے موسم میں مزدوری پر گندم کاٹتا تھا۔ لہذا تعطیلات کے اختتام پر بروقت نہیں پہنچتا تھا جس کی وجہ سے جامعہ سلفیہ کے مہتمم جناب مولانا محمد اسحاق رحمہ اللہ کی میرے متعلق اچھی رائے نہ تھی۔ ہر سال کے شروع میں ڈانٹ پلاتے اور منت سماجت کے بعد داخل کر لیتے۔

فراغت کے بعد انھوں نے مجھے بطور نائب مدرس مدرسہ دارالقرآن والسنہ چک ۸۰ گ ب لائل پور بھیج دیا۔ چار پانچ برس کے بعد مدرسہ تعلیم الاسلام ماموں کا نجن کافرٹس پر ملاقات ہوئی۔ مجھ سے مصافحہ کے بعد اپنے دوست اور میرے ہم نام مولوی عبید اللہ چک ۳۶ گ ب سے کہا مولوی صاحب اس شخص کو جانتے ہو تو انھوں نے کہا جی ہاں یہ میرا ہم نام عبید اللہ ہے جامعہ سلفیہ میں پڑھتا رہا ہے تو حضرت چیمہ رحمہ اللہ نے کہا یہ شخص بڑا اُباالی تھا۔ میں ہر سال اس کو خارج کرنے کا ارادہ کرتا مگر میں یہ سوچ کر کہ کبھی کھوٹا پیسہ وہاں کام آجاتا ہے جہاں کھرا پیسہ کام نہیں دیتا لہذا اسے کھوٹا پیسہ سمجھ کر داخل کر لیتا تھا۔ آج مجھے خوشی ہے کہ میری سوچ نہ صرف صحیح نکلی۔ بلکہ نہایت قلیل عرصہ میں یہ شخص تاریخی مولوی بن چکا ہے۔

یہ انقلاب کیوں اور کیسے؟

دادا جی اور حضرت چیمہ جیسے راسخ فی العلم اور ماہر تعلیم کی میرے بارے میں رائے میں انقلاب کیوں اور کیسے آیا۔ اس انقلاب کی تین

اس علمی توغل اور کثرت مطالعہ کا دنیا میں یہ صلہ ملا ہے کہ ان کی کتابوں کے دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں اور ان کی علمی دھاک چار دانگ عالم میں بیٹھ چکی ہے۔

خولجہ حالی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

وہی لوگ پاتے ہیں عزت زیادہ  
جو دنیا میں کرتے ہیں محنت زیادہ  
فراغت سے دنیا میں دم بھر نہ بیٹھو  
اگر چاہتے ہو تم فراغت زیادہ  
ایک اور استاذ طلباء کو محنت اور مطالعہ کا شوق دلاتے ہوئے یوں کہتا ہے۔

نامی کوئی دنیا میں بلا مشقت کے نہ ہوا  
سو بار عقیق کٹا تب نگیں ہوا

ہمیں دنیا سے کیا مطلب  
مدرسہ ہے وطن اپنا  
میں گے ہم کتابوں میں  
ورق ہوگا کفن اپنا

مطالعہ کی برکت:

جھنگ شہر میں حضرت مولانا حافظ محمد یوسف کبیر پوری جامع مسجد اہل حدیث باب عمر فاروق غالباً ۱۹۷۲ء کی عید الانحیٰ سے چند ماہ پہلے وفات پا گئے۔ اس سال کی عید الانحیٰ کے خطبہ کے لیے مجھے دعوت دی گئی۔ جھنگ شہر میں اہل حدیث مساجد میں اگرچہ نماز جمعہ علیحدہ علیحدہ پڑھی جاتی تھی مگر نماز عیدین اکٹھی پڑھی جاتی اور ہزار سے متجاوز نمازی اور مستورات کا اجتماع ہوتا تھا۔ میں جب وہاں دیہاتی لباس میں پہنچا تو وہاں کی انتظامیہ میری ظاہری حالت دیکھ بڑی پریشان ہو گئی کہ یہ دیہاتی مولوی کیسے اتنے بڑے اجتماع سے عہدہ برآ ہو سکے گا۔ میں نے جماعت کے ناظم چوہدری محمد ظفر صاحب سے کہا کہ جناب کوئی اخبار تو لائیں۔ تو اس نے ازراہ مذاق کہا کہ اخبار خواتین مل سکتا ہے۔ میں نے کہا چلیں وہی لے آئیں۔ سچ مچ وہ اخبار خواتین لے آئے۔

وہ رات کے ۱۲ سے ایک بجے تک اس گرمی اور جس میں پڑھتا ہے اتنی محنت سے اس کی صحت جلد متاثر ہو جائے گی۔ واپس آ کر مجھے کہا کہ پیچہ صاحب نے آپ کو بلایا ہے۔ میرے پاؤں تلے زمین نکل گئی کہ نہ جانے مجھ سے کیا غلطی سرزد ہوئی ہے۔ دوسرے دن اسباق سے فارغ ہو کر لائل پور جا کر پیچہ صاحب سے ملاقات کی تو انھوں نے کہا مجھے آپ کی شکایت پہنچی ہے اور مولوی احمد دین کے روکنے کے باوجود آپ نے اس کا مشورہ قبول نہیں کیا۔ میں نے کہا کیا شکایت ہے کہا آپ اس شدید گرمی میں رات کے ۱۲ بجے تک مطالعہ کرتے ہیں۔

اتنی شدید گرمی اور جس کے موسم میں زیادہ دیر تک مطالعہ کرنا چھوڑ دو، ورنہ بہت جلد تھک جاؤ گے۔ تو میں نے عرض کی کہ حضرت ایک تو اسباق بڑے ہیں اور دوسرے بعض طلباء مجھ سے عمر میں بڑے ہیں۔ دوران اسباق میں ان کے سوالات کے جواب کے لیے مطالعہ ضروری ہے علاوہ ازیں کامیاب مدرسین کی صف میں شامل ہونے کے لیے بکثرت مطالعہ میری ناگزیر مجبوری ہے کیونکہ۔

نامی کوئی دنیا میں بلا مشقت نہیں ہوا  
سو بار عقیق کٹا تب نگیں ہوا

مطالعے کا فائدہ:

عزیز طلباء! اگر آپ اپنی شخصیت کی تشکیل چاہتے ہیں تو آپ کو امام شافعی امام بخاری، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی شیخ الشیوخ حضرت حافظ گوندلوی اور علامہ احسان الہی شہید رحمہ اللہ کی طرح راتوں کی خاموش فضاؤں میں نرم گرم بستر چھوڑ کر پڑھنا پڑے گا۔ امام احمد بن حنبل راوی ہیں کہ مجدد علوم النبی امام شافعی نے میرے ہاں قیام کیا پوری رات ایک کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے بسر کی۔ کون نہیں جانتا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے آٹھ جلدوں پر محیط کتاب ”التاریخ الکبیر“ چاند کی روشنی میں تصنیف فرمائی۔ بوعلی سینا اور علامہ ابن رشد قرطبی کے متعلق میں نے خود پڑھا ہے کہ ان دونوں کی زندگی کی صرف دو راتیں ایسی ہیں جن میں وہ رات کو مطالعہ اور تصنیف و تالیف اور تحقیقی کام نہیں کر سکے۔ ان کے

وہ اخبار دے کر چائے لینے چلے گئے۔ میں نے اخبار کا پہلا صفحہ اور آخری صفحہ دیکھ کر اخبار رکھ دیا۔ وہ چائے لے کر آئے اور پوچھا اخبار پڑھ لیا ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا۔ انھوں نے پوچھا کیا پڑھا۔ میں نے کہا کل عید قربان کے خطبہ میں بتاؤں گا۔ رات جماعت کے امیر چوہدری عزیز الرحمان سے ملاقات ہوئی وہ بڑے سنجیدہ فکر اور سمجھ دار انسان تھے۔ مجھے دیکھ کر وہ بھی قدرے متفکر ہو گئے اور فرمایا کہ مولوی صاحب آپ میرے ساتھ نماز پڑھانے جائیں کسی اور کے ساتھ جانے کی کوشش نہ کریں مجمع چونکہ بڑا اور قربانیوں کے ذبح کی مجبوری اور سردی کا مہینہ یہ سب باتیں مختصر خطبہ کی متقاضی ہیں۔ لہذا ہم سب کے آخر میں جائیں گے اور جاتے ہی نماز پڑھا دیں اور حتی الوسع خطبہ بالکل مختصر پڑھیں۔ تاکہ لوگ اٹھنے نہ لگیں ورنہ آپ کی اور ہماری سبکی ہوگی۔ میں نے ان کو یقین دلایا کہ فکر مند نہ ہو اللہ تعالیٰ آپ کی عزت بحال رکھے گا۔

عورتوں کے لیے بڑا سا پنڈال الگ۔ اور ہزاروں کا مجمع تھا۔ میں اٹھا اور اللہ کا نام لے کر نماز پڑھا دی۔ خطبہ شروع کرتے وقت چوہدری عزیز الرحمان نے اشارہ کر دیا کہ خطبہ مختصر پڑھیں۔ میں نے خطبہ مسنونہ اور سورہ حج کی آیات یا سورہ کوثر کی تلاوت کے بعد حاضرین کو برادران اسلام کے نام سے السلام علیکم کہا اور عرض کیا محترم سامعین کرام میرے سامنے ایسی تین مجبوریاں ہیں جن کا بھرپور تقاضا ہے کہ خطبہ مختصر سے مختصر پڑھوں حاضرین متوجہ ہوئے میں نے کہا ایک مجبوری میری نجی مجبوری ہے کہ آپ اپنے گھروں اور بیوی بچوں کے ساتھ عید کی سعادتیں اور خوشیاں سمیٹ رہے ہیں جبکہ میں مسافر ہوں۔ میرے والدین اور بچے میرا انتظار کر رہے ہیں۔ لہذا مجھے جلد از جلد گھر کی طرف پلٹنا ہے اور دوسری مجبوری یہ ہے کہ دن بھی چھوٹے ہیں۔ قربانیاں ذبح کرنی ہیں لہذا اس مجبوری کا بھی یہی تقاضا ہے کہ خطبہ لمبا نہ ہو۔ اور تیسری مجبوری میری اور آپ کی قومی مجبوری ہے حاضرین گوش برآواز میری طرف گردنیں اٹھا کر دیکھنے لگ گئے اور سوچنے لگے مولوی عید الاضحیٰ کی نماز پڑھانے آئے ہیں یا مجبوریاں

بیان کرنے آئے ہیں۔ میں نے کہا میرے معزز سامعین قومی مجبوری یہ ہے کہ عرصہ دراز سے اہلیان جھنگ کو انتظار تھا کہ ”شہنشاہ“ فلم ہماری قسمت میں کب ہوگی۔ لہذا آپ کی قسمت جاگ اٹھی۔ انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہیں کہ جھنگ شہر میں ”شہنشاہ“ فلم کا پہلا شواہج گیارہ بجے شروع ہو رہا ہے وہ بھی ہم ہی نے دیکھا ہے میرا یہ کہنا تھا کہ پورا مجمع گل خنداں کی طرح ہنس پڑا مگر فوراً ہی عرق انفعال میں ڈوب کر شرمندہ سا ہو گیا۔ اب میرے لیے لوہا گرم ہو چکا تھا میں نے اس پر خوب چوٹیں لگائیں اور کم از کم چالیس منٹ تک میں نے سخت گفتگو کی اور حاضرین کی خوب کلاس لی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سامعین میں سے ایک آدمی نے بھی اٹھنے کی کوشش نہیں کی۔ چوہدری عزیز الرحمان رحمہ اللہ حیران رہ گئے۔ مسکراتے ہوئے خطبہ بند کرنے کا اشارہ دے دیا۔ میں نے خطبہ بند کر کے مختصر سی دعا کی۔ اتنے میں چوہدری صاحب اٹھے اور مجھے اٹھا لیا کبھی وہ میرے ماتھے کو بوسہ دیتے اور کبھی سر کو اور کبھی ہاتھوں کو چومتے اور فرمایا بیوہ دوائیں وجیا ایں جسے اتنے بڑے مجمعے دی ایسی تہی پھیر دتی۔

عزیز طلباء! میں نے یہ واقعہ صرف آپ کو مطالعہ کی افادیت اجاگر کرنے کے لیے پیش کیا کہ آپ دیکھیں اخبار خواتین کے دیکھنے سے کتنی بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مطالعہ کا خوگر بنائے۔ مطالعہ کے بغیر کوئی آدمی مولوی نہیں بن سکتا۔ اور یاد رکھیے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک مولوی وہ ہوتا ہے جو وقت کے ہر ایک سوال کا جواب دے سکے۔ اور یہ قابلیت مطالعہ کی رہن منت ہے اور بس۔

نازک مہندی سودھ سہندی تلیاں تے چڑھ بھندی

تن من چیر چراوے کنگھی تاں زلفاں وچ ویہندی

دفاع وفاق المدارس السلفیہ:

سنے ہوں گے چمن میں سیٹکڑوں نالے ہزاروں کے

کیجہ تھام لو اب دل جلے فریاد کرتے ہیں

وفاق المدارس السلفیہ کی انتظامیہ کو میری یہ بات اچنبہ لگے گی کہ

وفاق المدارس السلفیہ کی اکائی میری کاوش کی مرہون منت ہے کہ



جب مرکزی جمعیت اہل حدیث کی اس وقت کی مرکزی قیادت کی کرم فرمایوں سے دل برداشتہ ہو کر علامہ احسان الہی ظہیر شہید رحمہ اللہ نے جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نام سے الگ تنظیم کی طرح ڈال کر اپنا پلیٹ فارم قائم کر لیا۔ تو مرکزی جمعیت کے قائدین سے نالاں لوگ علامہ کی جمعیت میں دھڑا دھڑا شامل ہو گئے۔ اور موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عہدوں کے حریص مولویوں نے علامہ سے کہا کہ آج کے اہل حدیث طلباء کل قائدین جمعیت ہوں گے۔ لہذا ان تک رسائی ناگزیر ہے اور رسائی کا سب سے بڑا ذریعہ وفاق المدارس کا قیام ہے لہذا اپنا وفاق بھی الگ بنالینا چاہیے۔ علامہ صاحب نے جذبات میں آ کر الگ وفاق کے قیام کی اجازت دے دی۔ ہنگامی بنیادوں پر باسرع مایمکن سبزی منڈی ساہیوال کی اہل حدیث مسجد میں ایک نمائندہ اجلاس مولانا عبداللہ امجد چھتوی کی صدارت میں منعقد کیا گیا۔ دارالحدیث چنیا نوالی کے صدر مدرس کی حیثیت سے مجھے بھی اس اجلاس میں شریک ہونا پڑا۔ اس نمائندہ اجلاس میں مجھے بہت سے شیوخ الحدیث کی زیارت نصیب ہوئی۔ ان علماء کرام نے بالعموم اور مولوی عبداللہ امجد چھتوی رحمہ اللہ اور مولوی اسحاق علوی کرولوی نے بالخصوص اپنی استطاعت کے مطابق بھرپور وفاق المدارس السلفیہ کی مخالفت کی۔ اور علیحدہ وفاق کو جمعیت کے لیے ریڑھ کی ہڈی قرار دیا۔ جب منظوری کی قرارداد پاس کرنے کا وقت آیا تو شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بول پڑے اور فرمایا کہ اشیخ محمد عبید اللہ خاں عقیف نہ جانے کیوں چپ سادھے بیٹھے ہیں جو کہ حضرت علامہ کے خاص نمائندہ ہیں۔ ہمارے گھنٹوں پر محیط اجلاس میں ان کی رائے لینا نہایت ضروری ہے۔ میں نے ان کے اس پروگرام کی مخالفت کرتے ہوئے کہا علامہ صاحب نے ہمیں یہ عندیہ دیا تھا کہ عنقریب ہم جامعہ سلفیہ واگزار کرالیں گے۔ اور آج اس عندیہ کی نفی کی جا رہی ہے۔ میری رائے میں ہم وفاق المدارس علیحدہ نہیں بنا رہے بلکہ جامعہ سلفیہ جو پوری جماعت کا اجتماعی ادارہ علمی ورثہ ہے اس کو پلیٹ میں رکھ کر میاں فضل حق کو تحفہ پیش کرنے چلے ہیں اور میں یہ حماقت کرنے کے

لیے تیار نہیں۔ اگر آپ مولوی حضرات یا علامہ صاحب وفاق المدارس السلفیہ کے مقابلے میں وفاق المدارس بنانے سے باز نہیں آنے کے تو جامعہ سلفیہ میں میرے حصے کی دوائیٹیں مجھے دے دیں اور پھر اپنا وفاق علیحدہ بناتے پھریں۔ آپ وفاق المدارس السلفیہ کے مقابلے میں علیحدہ وفاق کے حق میں میری رائے مانگ رہے ہیں اگر میرے مقدور میں ہو تو میں جامعہ سلفیہ کی طرف میلی آنکھ سے جھانکنے کی اجازت کبھی نہ دوں کہ وہ میری مادر علمی ہے۔ صانہا اللہ من شر الحاسدین و من غوائل المعانیدین۔

خون دل دے کر نکھاریں گے رخ برگ گلاب  
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

میرے اس زوردار اختلاف پر یہ نمائندہ اجلاس اپنی موت آپ مر گیا۔ میرے لاہور پہنچنے سے قبل میرے ان کرم فرماؤں نے علامہ صاحب کو میرے خلاف برا فروختہ کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ صبح دم علامہ صاحب کا بلاوا آیا گیا۔ محمد خاں نجیب نے مجھے بتایا کہ علامہ صاحب بڑے برہم ہیں دیکھنا معاملہ بڑھ جائے گا۔

تھی خبر گرم کہ اڑیں گے غالب کے پرزے  
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پر تماشا نہ ہو

جب میں ان کے پاس پہنچا تو السلام علیکم کہا تو علامہ صاحب نے سخت لہجہ میں وعلیکم السلام کہنے کے بعد غصہ آمیز سنجیدگی سے فرمایا کہ آپ نے سارے کیے دھرے پر پانی پھیر دیا ہے۔ میں نے کہا انھوں نے میرے خلاف آپ کو کیا بتایا ہے کیا نہیں بتایا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ وفاق المدارس السلفیہ کو نیچا دکھانے کے لیے الگ وفاق بنانا علامہ صاحب بچکانہ حرکت ہے کیوں کہ جب دو بھائی اپنے چولہے علیحدہ کر لیں تو پھر کبھی اکٹھے نہیں ہوتے۔ لہذا جب اپنا وفاق الگ بنالیں گے تو وفاق المدارس السلفیہ میاں فضل حق اینڈ پارٹی کو پکا پکال جائے گا۔ چونکہ میری یہ رائے بے وزن نہ تھی۔ علامہ صاحب کو میری اس رائے پر صا کرنا پڑا اور یوں وفاق المدارس السلفیہ کو بے وقعت کرنے والے اپنے غلط عزائم پر منھ کی کھا کر رہ گئے۔



مسجد چینی نوالی سے سمری ملٹری کورٹ تک:

۵ مئی ۱۹۷۷ء کو قبل دوپہر علامہ احسان الہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ ہائی کورٹ سے رہا ہوئے۔ عصر کے وقت مجھے کہا کہ حالات انتہائی نامساعد ہیں۔ میں نے اور شورش کشمیری نے قبرستان میانی صاحب رات بسر کرنی ہے۔ ۶ مئی ۱۹۷۷ء کا جمعہ پڑھانے سے قاصر ہوں۔ لہذا آپ رائے و نڈ نہ جائیں۔ مسجد چینی نوالی میں جمعہ پڑھائیں۔ علامہ صاحب کے چلے جانے کے بعد رات کے ۱۲ بجے سے غیر معینہ مدت تک لاہور شہر کو مارشل لاء کے سپرد کر دیا گیا۔ میرا تھا ٹھکانا کہ صبح خطباء اور علماء کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ نماز جمعہ کی ادائی کے لیے ڈیڑھ بجے سے ۳ بجے تک کر فیو میں نرمی کی گئی۔ نمازی جلدی تشریف لے آئے۔ میں نے خطبہ مسنونہ کے بعد آیت

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾۔ [الخ]

تلاوت کی اور خطبہ کا عنوان تھا: ”اطاعت رسول ﷺ غیر مشروط اور سلطان وقت کی اطاعت مشروط ہے۔“ ایک گھنٹہ خطبہ پڑھا اور بھٹو حکومت پر کھل کر تنقید کی۔ تقریر میں کیا کچھ بیان کیا تھا اس کی پوری تفصیل میرے اس تحریری بیان میں آرہی ہے جو میں نے ۲۴ مئی ۱۹۷۷ء کو سمری ملٹری کورٹ مارشل ہرنس پورہ چھاؤنی لاہور میں پیش کیا تھا۔ جمعہ ادا ہوا حاضری اتنی تھی کہ مسجد کا محن بھی بھر گیا تھا۔ ۳ بجے پھر کر فیو لگا دیا گیا۔ مجھے نمازیوں نے مشورہ دیا کہ رات مسجد میں بسر نہ کروں۔ کہیں اور جگہ چلا جاؤں۔ مگر ضمیر نے یہ مشورہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ساتھیوں کے مشورہ کے علی الرغم خلاف معمول جلد مسجد میں ہی سو گیا۔ رات کے گیارہ بجے سول لباس میں ملبوس ایک شخص نے میرا پاؤں گدگدایا۔ میں فوراً چونکا تو دیکھا ایک آدمی کو پانچ کی طرف کھڑا پایا اور وہ مجھے بیدار کرنے کی کوشش کر رہا ہے میں اس وقت خواب میں پولیس کے ساتھ محو گفتگو تھا۔ تو اس نے کہا چوکی اکبری کا سپاہی ہوں اور میرا نام فضل احمد ہے۔ راؤ محمد یامین ایس ایچ او چوکی اکبری آپ کو باہر بلا کر مسئلہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا اگر تھانے دار صاحب

مسلمان ہیں تو مسجد کے اندر کیوں نہیں آتے میری آواز سن کر تھانے دار اندر آ گیا اور کہا میں تھانے دار ہوں۔ میں نے کہا آپ ایف ایس ایف کے آدمی ہیں تو اس نے کہا میں مسجد میں قبلہ رخ کھڑا کہتا ہوں کہ ایف ایس ایف کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں۔ میں آپ کو گرفتار کرنے کے لیے آیا ہوں۔ تو میں نے کہا بسم اللہ۔ آپ مجھے دو نفل پڑھ لینے دیں۔ لہذا میں نے دو نفل پڑھنے کے بعد گرفتاری دے دی۔ میں نے جو آگے بڑھ کر دیکھا تو تین تھانے دار اور چوکی محرر تھا۔ میں نے کہا مہمانوں کی تعداد تو کافی دکھائی دیتی ہے، وہ ہنس پڑے ان چاروں نے مجھے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ جب میں بلیک آؤٹ کے گھناٹو پ اندھیرے میں مسجد سادھو آں کے ملحقہ گراؤنڈ میں داخل ہوا تو پندرہ سپاہی مورچے سنبھال کر بیٹھے تھے دس رائفلز سے مسلح تھے اور پانچ آہنی لاٹھی بردار تھے۔ میں نے تھانے دار سے کہا کہ آپ مجھے اتنا خطرناک سمجھتے تھے کہ اتنی بھاری نفری اپنے ساتھ لائے ہیں۔ میری یہ گرفتاری ۶ اور ۷ مئی ۱۹۷۷ء کی درمیانی شب کو بلیک آؤٹ کے اندھیرے میں بوقت ۱۱ بجے عمل میں آئی۔ رات کے سوا گیارہ بجے اکبری چوکی پہنچا۔ راؤ محمد یامین خاں ایس ایچ او کا کردار نہایت قابل تعریف ہے۔ اس نے میرے لیے اپنے آفس میں بستر بچھا کر سلا دیا اور پنکھا چلا دیا۔ ۷ مئی کو پھر سوسائٹ بجے کر فیو کے سائے نے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ برادر محترم شیخ عبدالرشید ولد شیخ عبدالعزیز بان سوتری والے جو میرے بڑے جاں نثار اور وفادار مگر خلص ساتھی تھے جنھوں نے میرے ساتھ ہر ایک مقدمے اور آزمائش میں غیر مشروط اور مکمل تعاون کیا ہے۔ میری ہمدردی میں اپنے کاروبار کی پروا نہ کرتے ہوئے اور حکومت کے تمام خطرات کو نظر انداز کر کے میرے لیے راتوں کو دودن کر دیا۔ اللھم اغفر لہ و ارحمہ و عافہ و اعف عنہ و اعذہ من عذاب القبر و ادخلہ جنة الفردوس ، آمین ۔

حسب سابق ۷ بجے حلوہ پوڑی اور چائے کا ناشتہ لے کر اکبری تھانہ تشریف لائے اور ناشتہ کرا کر میری ضمانت کے لیے سرگرم ہو

گئے۔ میں سارا دن اکبری چوکی میں رہا۔ عصر کے بعد پولیس نے مجھے بتایا کہ آپ کو ۴۹ ڈی پی آر کے تحت گرفتار کیا گیا ہے اور میں سن کر ہنس دیا اور کہا کہ یہ دفعہ ۱۶-ایم پی او کی بڑی اماں لگتی ہے جس کے تحت تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ کی تحریک میں حصہ لینے کی وجہ سے گرفتار کیا گیا تھا۔ عصر کے بعد علامہ صاحب اور شیخ محمد اشرف رحمہ اللہ کے فون موصول ہوئے ہمدردی کا اظہار کیا اور ساتھ یہ بھی تاکید کرتے ہوئے شیخ محمد اشرف نے کہا کہ ہمارے ان ٹیلی فونوں کی پولیس کو اطلاع نہ کریں۔ بعد ازاں جماعت کا نہ کوئی فرد ملاقات کے لیے آیا اور نہ کسی کا فون۔ بس میں تھا اور میری روحانی اولاد یعنی میرے عزیز تلامذہ بالخصوص حافظ محمد منور آف نارنگ منڈی۔ حافظ سیف اللہ اور مولوی ظفر اقبال نبی پوری کا کردار خاص طور پر مثالی ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے اور مزید ترقی سے ہمکنار فرمائے اور دین کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

شب کے ساڑھے سات بجے مجھے زنجیر پہنا کر کر فیو کے گھٹا ٹاپ سائے میں کو توالی واقع بیرون دہلی گیٹ لایا گیا۔ راستے میں بعض لڑکوں نے نعرہ لگایا۔ ظلم کی اخیر گولی لاٹھی کی سرکار اب نہیں چلے گی۔ مجھے کو توالی لا کر اخلاقی مجرموں کے اسی کمرے میں بند کر دیا جہاں ۱۶ جولائی ۱۹۷۴ء کو رکھا گیا تھا۔ رات بسر ہوئی مولانا اسماعیل صاحب اور بھائی عبدالرشید نے ملاقات کی کوشش کی۔ سنتریوں نے ملاقات کرانے سے انکار کر دیا۔ بعد ازاں انتہائی منت و سماجت کے بعد ۳ منٹ کی ملاقات کی اجازت ملی۔ شیخ صاحب نے ناشتہ بھیجنا شتے کے بعد مجھے چوکی لایا گیا اور کاغذات مکمل کر کے ڈیوٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کرنے کے انتظامات مکمل کیے گئے۔ ۶ مئی کو نماز جمعہ کے بعد لوہاری چوک میں پاکستان کی ”بہادر“ فوج کی گولیوں سے چار جوان جام شہادت نوش کر چکے تھے آج یعنی ۸ مئی کو ۴ گھنٹے کے لیے کر فیو کا وقفہ تھا۔ ان چار شہداء کے خون پر سینکڑوں نوجوان پروانہ وار جمع ہوئے۔ خون کو سلامی دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔ بے پناہ ازدحام کی خبر سن کر اکبری چوکی کی پولیس گھبرا گئی اور اپنے اضطراب کا

اظہار کیا۔ ازدحام سے خائف ہو کر شاہ عالم مارکیٹ لوہاری گیٹ اور بھائی گیٹ والا سیدھا راستہ چھوڑ کر دہلی گیٹ، مستی گیٹ اور شیرانوالہ اور اقبال پارک وغیرہ کے اٹلے راستے سے رائفل کے پہرے میں مجھے ضلع کچہری لے جایا گیا چونکہ آج یعنی ۸ مئی کو اتوار تھی۔ ڈیوٹی مجسٹریٹ شیخ سراج دین کچہری سے جا چکا تھا۔ مجھے اس کے گھر واقع مزنگ چوگی پیش کیا۔ دس دن کا جوڈیشل ریمانڈ دے کر میرے مطالبے پر کمپ جیل بھیج دیا جیل پہنچا تو وہاں قومی محاذ کے محبوس قائدین میرا انتظار کر رہے تھے ملک اکبر ساقی صاحب نے نوائے وقت میں میری گرفتاری کی خبر دکھاتے ہوئے ہنس کر پوچھا جناب مولانا عبید اللہ عقیف آپ ہیں میں نے کہا جی ہاں لوگ مجھے عبید اللہ ہی کہتے ہیں۔ بی کلاس میں آدھ گھنٹہ کے قیام کے بعد مجھے سی کلاس میں لایا گیا۔ ۱۱ مئی کو مجھے پھر بی کلاس دی گئی۔ پھر ۱۷ مئی تک بی کلاس میں رہا۔

۱۶ مئی کو برادر صغیر مولانا سعید احمد حنیف رحمہ اللہ اور حافظ فیاض رحمہ اللہ ملاقات کے لیے تشریف لائے اور کہا کہ ۹ مئی کو روزنامہ وفاق میں پڑھا کہ آپ کو ۴۹ ڈی پی آر کے تحت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اسی طرح نوائے وقت میں بھی گرفتاری کی خبر شائع ہوئی۔ اطلاع پا کر احباب نے استقامت کی پر خلوص دعائیں کیں اور مجھے بحمد اللہ استقامت مرحمت ہو گئی۔

برادر صغیر مولوی سعید صاحب نے پریشانی کا اظہار کیا تو میں نے کہا مولوی صاحب آپ دل جمعی سے گھر بیٹھیں اور دعاء کریں۔ میرا مقدمہ سمری ملٹری کورٹ یا سپیشل ٹریبونل میں سماعت ہوگا۔ جہاں کسی کی دال نہیں گلے گی۔

اسی دن یعنی ۱۶ مئی کو سمری ملٹری کورٹ ۳۳ سپلائی اینڈ ٹرانسپورٹ بٹالین کے پریذیڈنٹ جناب میجر لال زمر دصاحب کمپ جیل آئے اور مجھے طلب کیا۔ میں کمپ جیل کے دفتر میں حاضر ہوا تو تین فوجی افسر کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ میں نے اپنے معمول کے مطابق السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اور پرسکون کھڑا ہو گیا۔ میں نے کبھی کسی افسر کو یا جج کو سیلوٹ نہیں کیا۔ کیونکہ میرے عقیدے میں یہ کبیرہ گناہ ہے۔ بڑے

۳: اب ہم ان حکمرانوں کو نہیں مانیں گے۔

یہ ہے وہ میری فرد قرار داد جرم جو دفعہ ۴۹ ڈی پی آر اور ۵۹ پاکستان آرمی ایکٹ ۱۹۷۰ کے تحت مجھ پر عائد کی گئی۔

فوجی افسر نے چارج شیٹ سنا دینے کے بعد مجھ سے استفسار کیا کہ کیا یہ الفاظ آپ کے ہیں میں نے کہا نہیں جناب۔ یہ میری تقریر کا خلاصہ ہیں یہ الفاظ میرے نہیں۔ پھر انھوں نے میری چارج شیٹ مجھے دینے کے بعد کہا کہ اب ہم چلتے ہیں کل ہماری گاڑی آپ کو لینے کے لیے آئے گی۔ چنانچہ دوسرے دن صوفی عبدالجید نانک مسلح ساتھی کے ہمراہ آئے اور مجھے جیل سے وصول کر کے ہرنس پورہ چھاؤنی کی طرف چلنے لگے تو اچانک ملاقات کے لیے میرے تین شاگرد آئے مولوی سیف اللہ، مولوی طفیل اور مولوی عبدالرشید بھٹوی، ان سے چند منٹ کی بات چیت سے پتا چلا کہ حافظ محمد فیاض زرگر رحمہ اللہ نے کافی سارا پلاؤ، خربوزے اور نیا سوٹ بھیجا ہے۔ جلدی کی وجہ سے صوفی صاحب نے میرے ملاقاتیوں سے سوٹ اور کھانا وصول کیا اور اجازت لے کر سوئے منزل چل پڑے۔ (باقی آئندہ)

افسر نے میری طرف متوجہ ہو کر مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ تو میں نے ان سے مصافحہ کیا۔ اتنے میں ایک افسر نے کرسی خالی کر دی اور مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں جب کرسی پر بیٹھ گیا تو میجر صاحب نے خیریت پوچھنے کے بعد کہا کہ آپ کو اس لیے تکلیف دی ہے تاکہ آپ کو آپ کی چارج شیٹ دی جاسکے۔ میں نے کہا آپ کی تشریف آوری کا شکریہ۔ پتا چل گیا کہ مقدمے کی سماعت ہرنس پورہ چھاؤنی میں ہوگی۔ گویا۔

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں  
کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی  
پھر پریذیڈنٹ صاحب نے بحروف انگریزی عبارت پڑھ کر سنائی۔ جس کا خلاصہ ان کی تحریر میں یہ ہے:  
۱: ہم کسی مارشل لایاڈ کیئر ٹری پروانہ نہیں کرتے۔  
۲: گزشتہ پانچ سال سے موجودہ حکومت نے زبردستی حکومت سنبھال رکھی ہے۔

طلب العلم فریضة علی کل مسلم . (الحديث)

سکولوں کے سالانہ امتحانات میں پرائمری، مڈل، میٹرک پاس طلباء کی دینی و دنیوی تعلیم کے لیے

## دارالحدیث اوکاڑہ میں داخلہ کا سنہری موقع

الحمد للہ ادارہ میں دینی و دنیوی تعلیم کا حسین امتزاج ہے۔

پانچویں پاس طلباء کے لیے باقاعدہ چھٹی کلاس کا داخلہ شروع ہے۔ دو سال میں مڈل کا امتحان دلا کر اس کے بعد ثانویہ عامہ کی پوری تعلیم کے ساتھ دو سال میں نویں، دسویں کلاس کا بورڈ اور وفاق کا امتحان دلانے کا معقول بندوبست۔ نیز پرائمری پاس ناظرہ پڑھے بچوں کا شعبہ حفظ میں داخلہ جاری ہے۔ مڈل پاس طلباء کا شعبہ کتب میں تمام درجوں میں داخلہ ہو سکے گا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی بخاری شریف کا درس دیتے ہیں۔ بخاری پڑھنے والے طلباء کو دیگر سہولیات کے ساتھ ماہانہ نقد و تہفہ بھی دیا جاتا ہے۔ داخلہ کے لیے والد یا سرپرست کا ساتھ آنا لازمی ہے۔ شناختی کارڈ کی دو فوٹو کاپیاں ساتھ لائیں۔

عبداللہ یوسف، ناظم دارالحدیث ایم۔ اے جناح روڈ، اوکاڑہ

فون: 0312-4403173 / 044-2521460



## تشنہ لبی ہی اچھی ہے ساغر کی بھیک سے

عائشہ ام نور العین، ایم فل حدیث و علوم حدیث، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

جو لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی علامت یا نشان کی تاریخ سے قطع نظر کرتے ہوئے وہ اسے استعمال کریں گے تو یہ ان کی بھول ہے۔ جس طرح ایک لفظ کا استعمال اپنی تاریخ اور اپنا معنی رکھتا ہے بالکل اسی طرح ایک نشان بھی اپنی تاریخ اور اپنے معنی سے الگ کر کے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح الفاظ اپنا مذہبی، ثقافتی اور جغرافیائی رنگ رکھتے ہیں بالکل اسی طرح نشان بھی مخصوص مذہب، ثقافت، تاریخی دور یا جغرافیہ کو بیان کرتے ہیں۔

ایک مسلمان کو ایسے ہاتھ کی تصویر دکھائیے جس کی مٹھی بند ہو اور انگشت شہادت آسمان کی جانب اٹھی ہو، اس کا ذہن فوراً اس کی تعبیر شہادت توحید سے کرے گا۔ مساجد کے مینار مسلمانوں کی انگشت شہادت ہی کی مانند توحید کی علامت بن چکے ہیں۔

لفظوں کی طرح، نشانوں کی تاریخ سے بھی لڑا نہیں جاسکتا۔ آپ کو انھیں اسی تاریخی سیاق میں قبول کرنا پڑے گا جس میں وہ مقبول ہوئے، مثلاً: لفظ رام کا استعمال کرنے والا چاہے اس سے عموماً خدا مراد لے سامعین یہ لفظ سنتے ہی مراد ہندو خدا ہی لیں گے۔ کہنے والے کو وضاحت کرنا پڑے گی کہ رام سے مراد کوئی بھی خدا ہے اس کے باوجود سامعین کو یہ معنی ہضم کرنے میں کچھ دیر لگے گی اور ان کے ذہن کشمکش کا شکار ضرور ہوں گے۔

ہندوستان میں رہنے والا مذہبی مسلمان اپنے لیے مصافحہ اور ماتھے تک ہاتھ لے جا کر آداب کے طریقے پسند کرتا ہے، جب کہ ایک ہندو ہمیشہ ہاتھ جوڑ کر ماتھے تک لے جا کر پرنام کرتا ہے۔ اگر کوئی ہاتھ ملا کر پرنام کرنے کی تحریک شروع کرے تو لوگ ہنس پڑیں گے، یہ

حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں آج کل مختلف نشانوں اور علامتوں کے استعمال یا عدم استعمال کی بحث چل رہی ہے، سوالات اٹھ رہے ہیں، جوابات ڈھونڈے جا رہے ہیں۔ تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو مختلف قسم کے نشانوں اور علامتوں کا استعمال (سمبل ازم) اتنا ہی پرانا ہے جتنا خود انسان۔ انسان نے اپنے جذبات کے اظہار کے لیے جہاں آواز اور الفاظ کا استعمال سیکھا وہیں اپنی بدن بولی (باڈی لینگویج) سمیت مختلف علامات کا استعمال بھی کیا۔

نشان، علامت یا شعار کو پیغام رسانی کا تیز ترین طریقہ سمجھا جاسکتا ہے۔ کسی مخصوص نشان کو کسی نظریے یا واقعے کا استعارہ بنا دیا جاتا ہے اور جب بھی وہ علامت سامنے آتی ہے ذہن میں نظریہ یا واقعہ تازہ ہو جاتا ہے۔

نشان، علامتیں اور استعارے کئی اقسام کے ہو سکتے ہیں۔ لفظ سے لے کر انسان کی بدن بولی (باڈی لینگویج) بھی ان علامتوں میں شامل ہے۔

تلمیح، استعارہ اور رکوع سجدے سے لے کر موجودہ دور میں ویب سائٹس اور اداروں کے لوگوں وغیرہ بھی اسی کی مثالیں ہیں۔ مذہب عالم میں اس کا استعمال عام ہے۔ سائنس اور ادب میں اس کا ایک الگ استعمال ہوا، قدیم جنگوں سے لے کر جدید ذرائع ابلاغ تک میں اس کا استعمال ایک ہتھیار کی طرح ہو رہا ہے۔ اس ہتھیار سے صرف تعمیر ہی کا نہیں تخریب کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ اس لیے ذہنی تعلق (مینٹل ایسوسی ایشن) بنانے اور برباد کرنے کے لیے بھی اس کا موثر استعمال ہوتا ہے۔



آتی رہیں اور رد ہوتی رہیں، یہود و نصاریٰ کی مانند اطلاعی ناتوس و جرس بجانے کی تجویز محض اس لیے رد ہوئی کہ ان قوموں سے تہذیبی مماثلت مسلم امہ کو کسی ادنیٰ معاملے میں گوارا نہیں تھی، یہاں تک کہ عبداللہ بن زید انصاری خزرجی اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو الہامی خواب کے ذریعے پاکیزہ کلمات اذان سکھا دیے گئے اور بارگاہ نبوی ﷺ سے ان خوابوں کی تصدیق ہو گئی تو مسلم امہ کی منفرد اذان کو اختیار کر لیا گیا جو آج تک مشرق و مغرب میں ہماری تہذیبی انفرادیت کی علامت ہے۔

یہ صدر اول کی غیر مسلم کی مثال تھی انتہائی پس ماندگی کے عالم میں بھی ملت اسلامیہ جس سے تہی دامن نہ ہوئی۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران بننے والی فلاحی تنظیم ریڈ کراس سوسائٹی کے فلاحی پہلو سے اتفاق کے باوجود مسلم ممالک اس کے امتیازی نشان سرخ صلیب کو اپنانے سے نفور رہے، بعد ازاں اس صلیب کے متبادل کے طور پر ہلال کو استعمال کر کے تنظیم کو ریڈ کریسنٹ سوسائٹی یعنی انجمن ہلال احمر کا نام دے دیا گیا۔ یہ محض دونشانوں کے متعلق لایعنی ضد نہیں تھی ان دو قوموں کا ایک دوسرے سے تہذیبی بُعد تھا جن کے مابین صلیبی جنگوں کی طویل تاریخ حائل ہے۔

ایک ایسی دنیا جہاں ہر لمحے فاتح تہذیب مغلوب تہذیب کی شناخت کو نگل جانے کو تیار رہتی ہے مسلم امہ میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں جب کسی علاقے کی پست ہمت اور مرعوب قیادت نے ثقافتی جنگ میں ہزیمت و نقالی کی سہل راہ اختیار کر لی اور اپنی قوم کو برتر تہذیب کے رنگ میں رنگنے کے چکر میں اپنی چال بھی بھلا دی۔ مصطفیٰ کمال پاشا کے زمانے کا ترکی اس کی بدترین نظیر ہے جہاں اذان اور نماز سے لے کر رسم الخط تک ہر چیز سے مسلم و عرب شناخت کا نشان مٹا دینے کی شعوری کوشش نے ترک مسلمانوں کا امت کے سواد اعظم سے رشتہ کمزور کر دیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج ترکی میں ایسے مسلمان انتہائی حقیر اقلیت ہیں جو قرآن عظیم کو عربی رسم الخط میں دیکھ کر تلاوت کر سکیں۔ یہ کشیدہ ستم فرزندان اسلام پہلے لاطینی حروف میں لکھی آیت

ایک علامت کی تاریخ سے بے فائدہ جنگ ہوگی۔ ایک ہندو ویب سائٹ اپنے لیے کبھی بھی ہلال پر مشتمل لوگو پینڈ نہیں کرے گی کیونکہ ہلال مسلمانوں کا نشان بن چکا ہے۔ ہمارے قومی شاعر اقبال خافا ہوں میں سوئے ہوئے تن بہ تقدیر مسلمان میں جذبہ جہاد جگانے کے لیے فرماتے ہیں۔

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں  
خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا  
یہ الفاظ یونہی رواروی میں استعمال نہیں کیے گئے تھے یہ اپنی ملت کی نظریاتی اور تہذیبی سرحدوں کے محافظ دانش ور کا شعوری اقدام تھا جس کے ذریعے اس نے اپنی ملت کو اس کے تاب ناک ماضی کی طرف متوجہ کیا۔ یہ تاریخ کا وہ دور تھا جب سفید فام قومیں نسلی برتری کا زعم لے کر انھیں اور اوطان عالم کا نقشہ بدل کر رکھ دیا، اس یلغار سے سب سے زیادہ ملت اسلامیہ متاثر ہوئی تھی جس کا ہر حصہ مفتوح ہوا تھا یا مغلوب۔ اگر اقبال سطحی دانش ور ہوتے تو اپنے عہد کی کسی فاتح قوم کا نشان مستعار لے کر سستی جذباتیت کی انفعالی انگیز فضا قائم کرنا ان جیسے قادر الکلام شخص کے لیے کچھ مشکل نہ تھا، لیکن انھوں نے ایک ہم درد طبیب کی مانند قدامت کی گرد میں اٹے مسلم تاریخچی ورثے کی از سر نو احیاء کا مشکل راستہ چنا۔ وہ ہلال جو دور زوال سے دو چار پڑا مردہ تن بہ تقدیر مسلمان کے لیے طلوع کے انتظار کی علامت بن چکا تھا اسے اقدام، دفاع اور جدوجہد کی علامت بنا کر دل مسلم کو گرمادیا۔ اپنے تہذیبی ورثے پر ایسا فخر بھی ممکن ہے جب افراد اپنی تاریخ و ثقافت کا گہرا شعور رکھتے ہوں، اپنی تہذیب میں گہری جڑیں رکھتے ہوں اور اجنبی تہذیبی عناصر کے خلاف حساسیت اور مدافعت کے جذبے سے مالا مال ہوں۔

مسلم امہ نے انفرادی مثالوں سے قطع نظر، مجموعی طور پر ہر دور میں اپنے تہذیبی شعور کو ثابت کیا ہے۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد نبی کریم ﷺ اور ان کے جاں نثار ساتھیوں کی مجلس میں نماز باجماعت کے لیے اطلاع کرنے کے طریقوں پر غور ہو رہا ہے۔ تجاویز سامنے

فلسفہ لیے ہوئے ہر محاذ پر ثابت قدم ہیں۔ ان کا نظریہ ہے کہ دنیا سلاطین کا ایسا پیالہ ہے جس کے سب اجزا اپنی الگ شناخت برقرار رکھتے ہیں اور دنیا کا حسن اسی ثقافتی تنوع میں ہے۔ سلاطین کے تمام اجزا کو اپنی اپنی حد میں رہنا اور دوسروں کی شناخت کو برداشت کرنا ہوگا۔

تہذیب و ثقافت کی اس کشمکش میں میرا راستہ بہت واضح ہے، مجھے کسی کے برتے ہوئے نشان، علامتیں، استعارے اور نظریے نہیں چاہئیں۔ مجھے ان استعاروں کا ری میک بھی قبول نہیں خواہ وہ کتنے بڑے قائد کی جانب سے دیا گیا ہو۔ اگر آج مسلم اہل فن و ادب نظریاتی سرحدوں کی حفاظت اس تخلیقی شان سے نہیں کر پارے جو چودہ صدیوں سے ہماری روایت ہے تو بھی غیروں کی جدید تراش خراش کی نظریاتی اُترن کی نسبت مجھے اپنے آباء کی چودہ سو سالہ قدیم قبائلی توحید عزیز ہے جو انسان کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام اور ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وراثت ہے۔ دور جدید کے نام پر غیروں کے ساغر کا سستا جام پی جانے سے بہتر مجھے وہ تشنہ کامی ہے جس کا افطار جام کوثر سے ہو ع

تشنہ لبی ہی اچھی ہے ساغر کی بھیک سے

کو پڑھتے ہیں پھر عربی رسم الخط پر نگاہیں دوڑا کر تلاوت کا ثواب حاصل کرنے کی رسم پوری کرتے ہیں۔ مصطفیٰ کمال پاشا کی مسلم ورثے کے خلاف حساسیت کا یہ عالم تھا کہ عرب رسم الخط سے لے کر عرب برقعے اور عرب عماموں تک ہر چیز ترکی میں بزور ممنوع قرار پائی۔ مسلم امہ سے قدم بقدم دور جانے کا یہ عمل برسوں جاری رہا، آج کا ترکی تنگ مغربی لباس میں ملبوس، قید حلال و حرام سے یکسر آزاد، یورپی یونین میں شمولیت کے لیے لاطینی رسم الخط میں عاجزی و انکساری کے ہر رنگ سے لکھی درخواست اٹھائے سفید فام قوموں کے آگے سر اپنا نیاز ہے۔

خلاصہ یہ کہ غالب قوموں کی جانب سے دنیا میں تہذیبی و ثقافتی ادغام (یا کلچرل ازملیشن) کی تحریک کوئی نئی بات نہیں، ہر زمانے میں یہ تحریک چلی اور اس کے نتیجے میں مغلوب قوموں میں تین قسم کے طبقات بنے:

۱: مرعوب نقال، جنہیں ترقی پسند اور روشن خیال سمجھا گیا۔

۲: مزاحمت کار، جنہیں انتہا پسند اور قدامت پسند کا لقب عطا ہوا۔

۳: متردد جو کوئی حتمی فیصلہ نہ کر سکے۔

ہم بھی ایک ایسے ہی دور سے گزر رہے ہیں جب گلوبلائزیشن کے نام پر ہر ثقافت کو ثقافتی ادغام (کلچرل ازملیشن) کی پکتی ہنڈیا (میلنگ پوٹ) میں ڈال کر غالب رنگ میں ڈھال لینے کا فلسفہ ثقافتی جنگ میں جیت کا موثر نسخہ بن چکا ہے۔ اس نظریے کے مطابق دنیا ایک کچھلتی ہانڈی کی مانند ہے جس میں موجود تمام ثقافتیں جلد یا بدیر ایک پکوان کی مانند یک جان ہو کر رہیں گی۔ پھر اس پکوان کے اجزا اپنی مستقل حیثیت کھو بیٹھیں گے اور نیا پکوان سب کی مشترک شناخت ہوگا۔ یہ نظریہ کتنا ہی بودا کیوں نہ ہو لیکن مرعوب نقالوں کے لیے غالب ثقافتوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا ایک منطقی جواز ہے۔

دوسری جانب پیش نظر رہے کہ اس وقت دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی تہذیب و ثقافت بھی مزاحمت کاروں سے خالی نہیں جو قدامت پسندی کا طعنہ برداشت کر کے بھی ثقافتی ادغام کے جواب میں ثقافتی تنوع کا

### پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی کی اہلیہ کی وفات

مولانا پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی صاحب خطیب جامع مسجد رحمانیہ راج گڑھ لاہور کی اہلیہ ۲۶ اگست بروز پیر وفات پا گئیں، ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کی وفات سے لدھیانوی خاندان کو شدید صدمہ پہنچا ہے۔ ان کی نماز جنازہ پروفیسر ثناء اللہ خان صاحب نے پڑھائی۔ جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کریں۔

(میاں انجینئر عبدالسلام، توحید روڈ، لاہور)



## تبصرہ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دونوں کا آنا ضروری ہے

الاول (سب سے پہلے)

از افادات: حافظ احمد بن عمرو الشیبانی رحمہ اللہ

حافظ سلیمان بن احمد الطبرانی رحمہ اللہ

حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

ترجمہ: محمد عظیم حاصل پوری ضخامت: ۱۸۲ صفحات

ناشر: مکتبہ اسلامیہ، بالمقابل رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،

اُردو بازار، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

زیر تبصرہ کتاب بڑے دلچسپ موضوع اور حقائق اسلامیہ پر مبنی معلومات کے حوالے سے جمع و ترتیب دی گئی ہے۔ یہ افادات بزرگان اسلام نے عربی زبان میں تحریر فرمائے تھے۔ مذکورہ بالا بزرگوں کے ان افادات کی خوشہ چینی کرتے ہوئے جناب محمد عظیم صاحب حاصل پوری نے اُردو خواں حضرات کے لیے آسانی کر دی ہے۔ یہ افادات وہ ہیں جو اول وائل ہیں، یعنی جو کام مسلمانوں میں سب سے پہلے وقوع پذیر ہوا اور جسے سب سے پہلے سرانجام دیا گیا۔ وہ اصل ماخذ اور حوالوں کے ساتھ کتابی شکل میں مکتبہ اسلامیہ نے شائع کر دیا ہے۔ یہ کتاب بڑی دلچسپ اور معلوماتی ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان افروز بھی ہے۔ قاری کا دل چاہے گا کہ اسے بار بار پڑھا جائے۔ کتاب کمپیوٹر کمپوزنگ، عمدہ سفید کاغذ اور مجلد ہے۔ قیمت درج نہیں۔ فون نمبر 042-37244973 ہے۔

خوش نصیبی کی راہیں

تالیف: حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ

تلخیص، ترجمہ و فوائد: ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کابلوں

ضخامت: ۱۶۸ صفحات

ناشر: مکتبہ اسلامیہ، بالمقابل رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ

اُردو بازار، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

زیر تبصرہ کتاب امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ کی کتاب ”طریق

الہجرتین و باب السعادتین“ کا اُردو ترجمہ ہے۔

اللہ کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے بندے کے لیے خوش نصیبی کی راہیں رکھی ہیں، بندے کے لیے اپنی نعمتیں، احسانات اور اپنے فضل کے بے بہار ستے دکھا کر اپنی ربوبیت کا بندے سے اقرار بھی کرایا ہے۔

توحید ربوبیت یہ ہے کہ بندہ اپنے خالق و مالک کی عبادت کرے۔ کسی موڑ پر بھی اُس خالق سے منہ نہ موڑے، اسی کی رضا پر راضی رہے اور اسی کی مرضی کو اپنے امور میں پیش نظر رکھے تو یقیناً دنیا و آخرت میں اس کے لیے کامیابی ہی کامیابی ہے۔

علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ کی یہ تالیف لطیف کا اُردو ترجمہ و فوائد محترم ڈاکٹر حافظ شہباز حسن کابلوں نے بڑی محبت اور توجہ سے اس انداز سے قارئین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے کہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی تالیف ہر اُردو خواں کے لیے بڑی آسان اور دلچسپ انداز میں سامنے آگئی ہے۔

خوش نصیبی کی راہیں کیا ہیں! یہ وہ راہیں ہیں جو انسان کو اپنے معبود حقیقی سے آشنا کر دیتی ہیں۔ اللہ ارحم الراحمین بھی اپنے بندے کے لیے آسانیاں پیدا کرتا ہے جو اس کے راستے میں سفر کرتا ہے۔

آئیے اس کتاب کو اپنے مطالعے کے لیے خاص کریں۔ اور وہ راہیں منتخب کریں جن پر چل کر انسان ”خوش نصیب“ ہو سکتا ہے۔

مکتبہ اسلامیہ نے سابقہ روایات کے مطابق اس کتاب کو بڑے خوب صورت گیٹ اپ کے ساتھ شائع کر کے کتاب دوستی کا ثبوت دیا ہے۔

دعا ہے اللہ کریم مؤلف، مترجم اور ناشر کی یہ محنت قبول فرمائے، آمین۔

ذریعہ برکتی  
پروفیسر عبدالرحمن یوسف  
ڈاکٹر عبدالرحمن یوسف  
حفظ اللہ

بہترین دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ معیاری دنیاوی تعلیم پیش کرنے والا منفرد ادارہ

بانی  
جناب شیخ الحدیث  
مولانا محمد یوسف  
حفظ اللہ

# دارالحدیث الجامعۃ الکملیۃ راجووال

10 شوال، 17 اگست 2013ء سے جاری ہے -

پرائمری پاس حفاظ کرام حاصل کریں  
ایک ہی مینار کے سائے میں بیک وقت

داخلہ

تجوید درس نظامی وفاق میٹرک ایف اے بی اے

کلاس سہم 2013

طلحہ شان 462 (تدریس گروپ)  
سال نمبر: 463148  
ساہیوال بورڈ میں نمایاں اور ضلع بھر میں پہلی پوزیشن

روٹ نمبر	نام	حاصل کردہ نمبر
447	حافظ عبداللہ	463146
435	وہب شاہد	463147
421	اکرام اللہ شاہ	463145
397	مبین رضوان	463143
393	عبدالاسط	463141
354	حافظ عبدالرشید	63158
351	حافظ مدثر	463144
332	حافظ محمد نوید	463149
330	حافظ عبداللہ شاہ	463142
326	حافظ محمد عثمان	463150
321	مہدوان عابد	463192
319	حافظ طیل الرحمن	463157

کلاس دہم 2013

حافظ عبداللہ سلیم 909 (تدریس گروپ)  
سال نمبر: 261724  
ساہیوال بورڈ میں دوسری پوزیشن

روٹ نمبر	نام	حاصل کردہ نمبر
772	حافظ عبداللہ کورشاہ	261740
729	حافظ عبدالرزاق مراد	261730
725	حافظ محمد اسحاق مراد	261728
724	حافظ انعام اللہ	261727
688	حافظ قاروق شاہ	261728
678	صدام حسین عمیر	261729
573	محمد اہن نعم	261725

میٹرک کے تمام طلبہ نے تجوید، مشکوٰۃ شریف

اور ترجمہ قرآن کی تکمیل کی، نیز وفاق المدارس، الٹانویہ لٹریچر کا امتحان دیا دیگر طلبہ ایف اے اور اعلیٰ درجہ کے امتحان میں شریک ہوئے، بہترین نتیجہ متوقع ہے۔ الحمد للہ

خصوصیات

- 1۔ بطور لازمی نصاب دینی و دنیاوی تعلیم کا حسین امتزاج
- 2۔ میٹرک آئرش گروپ میں ضلع بھر میں ٹاپ کرنے والا واحد دینی ادارہ
- 3۔ ساہیوال بورڈ سے میٹرک 2013ء میں دوسری پوزیشن کا حامل
- 4۔ عصری امتحانات کے ساتھ ساتھ وفاق کے امتحانات کا التزام
- 5۔ سال اول ہی سے دروس و تقاریر کی تربیت
- 6۔ دینی مدارس، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تدریسی تجربہ کے حامل منتظمین کی سرپرستی
- 7۔ سال اول و دوم میں مخصوص اور اجراء کا اہتمام
- 8۔ اخلاق و کردار اور نمازوں کی ہر وقت نگرانی و تربیت

ترغیب

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ بیک وقت قاری قرآن، عالم دین اور گریجویٹ ہو تو دارالحدیث راجووال کا انتخاب کیجیے۔

عظیم خوشخبری صحیح بخاری شریف کی تدریس پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالرحمن یوسف حفظہ اللہ تعالیٰ فاضل مدینہ یونیورسٹی فرما رہے ہیں۔ صحیح بخاری پڑھنے والے طلبہ کو ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ اس سال کے ہفتہ مدرس و محقق فضیلۃ الشیخ ابن بشر الحسینی حفظہ اللہ کی تدریسی و تحقیقی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں تدریس کے ساتھ ساتھ طلبہ کو تحقیق و تصنیف کی تربیت دے رہے ہیں۔

Ph: 0300-6972721  
044-4870005

پروفیسر عبدالرحمن مجتہم دارالحدیث الجامعۃ الکملیۃ راجووال ضلع اوکاڑہ

E-mail: darulhadees.rajawal@yahoo.com

## نعت

اللہ رے یہ رفعت و یہ شانِ محمدؐ قرآن میں خدا خود ہے ثنا خوانِ محمدؐ  
 رحمت کی گھٹا، زلف پریشانِ محمدؐ ہے شمعِ حرمِ عارضِ تابانِ محمدؐ  
 بے چون و چرا اپنا حدیثوں پر عمل ہے اللہ کا فرمان ہے فرمانِ محمدؐ  
 بوکڑ و عمرؓ حضرت عثمانؓ و علیؓ سب یہ چاروں ہیں گلہائے گلستانِ محمدؐ  
 ہو جائیں جو ہم سنت و قرآن کے پیرو ہوں عرشِ نشیں پھر یہ غلامانِ محمدؐ  
 وہ دل نہیں، سینے میں ہے اک لعلِ بدخشاں جس دل میں کہ ہے الفت و ارمانِ محمدؐ  
 ہجرت کی وہ شب اور وہ کفار کی یورش کیا خوف؟ خدا جب ہے نگہبانِ محمدؐ  
 بے رنگ ہیں اب یہ مہ و خورشید کے جلوے ہے میری نظر میں رخِ تابانِ محمدؐ  
 وہ دین ہو، دنیا ہو کہ ہو رنج و مسرت ہر حال میں ہو پیشِ نظر شانِ محمدؐ  
 کیا شانِ رسالت ہے کہ موسیٰ کے لیے بھی چارہ نہیں جز طاعتِ فرمانِ محمدؐ

کونین میں تابش یہ تجلی ہے اسی کی

ہے نورِ فشاں شمعِ فروزانِ محمدؐ

(تابشِ مجازی)